انوار خطابت

برائے جمادی الاخری

حصہ ششم

تالیف

مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی قادری

شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ و بانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

ناشر

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج حیدرآباد، الہند

Ph.No:04024469996(6:30 to 10:30 pm)

Website: www.ziaislamic.com

Email:zia.islamic@yahoo.co.in

نام کتاب	:	انوار خطابت، برائے جمادی الاخری
تالیف	:	مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی قادری، شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ و بانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر
طبع اول	:	جمادی الاخری 1432ھ م مئی 2011ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار (1000)
قیمت	:	35 روپے
ناشر	:	ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج، حیدرآباد دکن
کمپوزنگ	:	ابوالبرکات کمپیوٹر سنٹر، مصری گنج، حیدرآباد دکن فون نمبر: 040-24469996
کتابت	:	محمد عبدالقدیر قادری
پروف ریڈنگ	:	مولانا سید واحد علی صاحب، مولانا شیخ احمد محی الدین رفیع صاحب
ملنے کے پتے	:	جامعہ نظامیہ، شبلی گنج، حیدرآباد دکن

- ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج، حیدرآباد
- دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد
- عرشی کتاب گھر، میر عالم منڈی، حیدرآباد
- ہدیٰ بک ڈسٹری بیوٹرس، پرانی حویلی، حیدرآباد
- مکتبہ رفاہ عام، گلبرگہ شریف
- تصانیف حضرت بندہ نواز، گیارہ سیڑھی گلبرگہ شریف
- ہاشمی محبوب کتب خانہ تعظیم ترک مسجد، بیجاپور
- دیگر تاجران کتب، شہر و مضافات

فہرست

عقیدۂ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں

فتنۂ قادیانیت اسلام کے خلاف ایک سازش

- غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعوے اور کفریات 4
- عقیدۂ ختم نبوت نص قطعی سے ثابت 5
- متواتر المعنی احادیث شریفہ سے ثبوت 6
- سلسلۂ نبوت منقطع ہو چکا،ظلی و بروزی نبی کا آنا ناممکن 7
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں 9
- عقیدۂ ختم نبوت میں تاویل،نصوص قطعیہ کے انکار کے مترادف 11
- موسی علیہ السلام بھی آئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع واطاعت کے سوا کوئی چارہ نہیں 12
- حضرت عیسی علیہ السلام کا بحیثیت امتی نزول 14
- ہر قسم کے شبہ کا ازالہ 15
- قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تیس کے قریب دجال' کذاب ظاہر نہ ہوں 15
- ختم نبوت سے متعلق قادیانی تأویل،فقہاء،مفسرین ومحدثین کا تحقیقی جواب 16
- اہل اسلام کیلئے حضرت شیخ الاسلام کی خیر خواہی 18
- شیخ الاسلام کی مسلمانوں کو نصیحت 19
- نبوت کے جھوٹے دعویدار سے معجزہ طلب کرنے والا بھی کافر 20
- قادیانیوں کے ساتھ تعلقات کی ممانعت 21

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فضائل ومناقب

- ولادت باسعادت 25
- نام مبارک اور القاب شریفہ 25
- قوم کا ملجا وماوی 28
- صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولیت 29
- صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی منقبت سننا سنت مصطفی 30
- اسلام کے لئے حضرت صدیق کا انتخاب،آسمانی انتخاب 31
- صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی استقامت 33
- میدان عمل کا پیشرو شہ سوار 35
- بروز حشر شان صدیقی 37
- صدیق اکبر کے لئے تمام اہل ایمان کا ثواب 39

- صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایثار وقربانی 40
- خیر البشر بعد از انبیاء 44
- خلافت صدیقی پر تمام صحابہ کرام کا اتفاق 45
- وصال مبارک 47

خلافت صدیقی کا عہد زریں

- مانعین زکوۃ کی سرکوبی 51
- صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شجاعت ودلیری 52
- حیات صدیقی،شاہان عالم کے لئے مشعل ہدایت 53
- خلافت صدیقی کا سنہرا دور 55
- خلافت صدیقی،تقویت اسلام کا ذریعہ 57
- عہد صدیقی اور فتنوں کی سرکوبی 58
- غرباء کی نصرت وحمایت 60
- بیت المال میں آئے خزانوں کی رعایا میں فوراً تقسیم 61
- خدمت خلق کا جذبہ اور شان تواضع 62
- اہل بیت کرام سے تعلق 64

حفظان صحت کے شرعی اصول

- صحت جسمانی،نعمت الہی 68
- صحت بدن بھی اک قسم کی دولت ہے 70
- بروز حشر،صحت کے بارے میں سوال 71
- حفظان صحت کے اصول 72
- حصول صحت کا پہلا زینہ طلب عافیت 73
- صحت کی بقاء شکر گزاری کا نتیجہ 74
- صحت مندی میں گناہوں سے اجتناب 74
- صحت جسم کے لئے تقلیل طعام 75
- حرام اشیاء کا استعمال صحت کے لئے نہایت مضر 76
- شراب نوشی سے اجتناب کیا جائے 76
- سگریٹ نوشی سے پرہیز کیا جائے 76
- شریعت مطہرہ اور سگریٹ نوشی 77
- غیر طیب اشیاء کھانے سے پرہیز 78
- خطبۂ ثانیہ بااعراب 81

عقیدۂ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں

فتنۂ قادیانیت اسلام کے خلاف ایک سازش

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ، وَاَصْحَابِهِ الْاَكْرَمِيْنَ اَجْمَعِيْنَ،وَعَلٰى مَنْ اَحَبَّهُمْ وَتَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ :مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا. (سورة الاحزاب.40)

برادران اسلام! دینِ اسلام کا یہ مسلّمہ عقیدہ ہے کہ رب العالمین نے اپنے حبیب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر مبعوث فرمایا، حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد اب کوئی رسول اور کسی بھی قسم کا نبی دنیا میں آنے والا نہیں، ہمیشہ کے لئے آپ ہی کی نبوت ورسالت قائم رہے گی۔

واضح رہے کہ ان دنوں فتنۂ قادیانیت زور پکڑ رہا ہے، اور اسلام کے نام پر عام مسلمانوں کے عقیدۂ ختم نبوت کو برباد کرنے کی ناپاک کوشش کی جارہی ہے، یہ قادیانی فرقہ کی جانب سے ایک گہری سازش ہے، یہ لوگ اپنے کو ''احمدی'' کہتے ہیں اور مسلمانوں جیسا لباس پہنتے ہیں اور نام بھی مسلمانوں جیسا رکھتے ہیں، لیکن ختم نبوت کے بارے میں قرآن کریم واحادیث شریفہ کی روشنی میں عطا کردہ عقیدہ نہیں رکھتے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے، بلکہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ظِلّی وبُرُوْزِی نبی ہوسکتا ہے جس کو ''امتی نبی'' کہتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

اسی بنیاد پر مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعوی کیا تھا' یہ لوگ اس کو نبی مانتے ہیں، جب کہ ہر مسلمان کے نزدیک ختم نبوت ایک ایسا بنیادی عقیدہ ہے کہ اس میں ذرہ برابر بھی فرق آنے سے آدمی دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے، یہ فرقہ مختلف ممالک اور دیہاتوں میں آج بھی فتنہ پرور سازشوں میں مصروف ہے۔

غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعوے اور کفریات

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں مختلف باطل دعوے کئے: دعوی مجددیت، محدّثیت، مثلیت عیسی علیہ السلام، عیسویت، بالآخر اس نے نبوت کا دعوی کردیا۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

چنانچہ وہ اپنی کتاب ازالۃ الاوہام، حصہ دوم ص 221 میں لکھتا ہے: ''اسی لئے خدائے تعالی نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی''۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

اس نے الہام خداوندی کا نام لے کر (العیاذ باللہ) اپنے باطل دعوی کو اللہ تعالی کی طرف منسوب کرتے ہوئے اپنے آپ کو انبیاء کرام کا مثیل قرار دیا اور حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسر ہونے کا بھی دعوی کیا ہے، جیسا کہ وہ لکھتا ہے: ''اور پھر آخر مثیل ٹھہرانے کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ بار بار یا احمد کے خطاب سے مخاطب کرکے ظلی طور پر مثیل سید الانبیاء وامام الاصفیاء حضرت مقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا''۔ (ازالۃ الاوہام، حصہ اول ص 105) (نعوذ باللہ من ذلک)

کذّاب ودجّال غلام احمد قادیانی کے باطل دعووں کا جواب دینے کیلئے سیدی شیخ الاسلام' عارف باللہ' امام محمد انوار اللہ فاروقی' بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمۃ والرضوان

نے دو ضخیم جلدوں پر مشتمل کتاب ''افادۃ الافہام'' تصنیف فرمائی، اس میں آپ نے اس کا حرفاً حرفاً رد کیا ونیز ''انوار الحق'' نامی ایک کتاب تصنیف فرمائی، جس کے ذریعہ اس کے باطل نظریات کا دندان شکن جواب دیا اور اس کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا۔

''اِفَادَۃُ الافہام'' کی ابتداء میں حضرت شیخ الاسلام نے ''مَفَاتِیۡحُ الۡاَعۡلَام'' کے نام سے ایک فہرست مرتب فرمائی، جس میں اس کی اُن عبارتوں کو جمع کیا جن سے گمراہی وضلالت اور کفر وارتداد واضح ہوتا ہے۔

اس قسم کی بہت سی عبارتیں قادیانیوں کی کتابوں میں موجود ہیں، جن سے اسکا دَجَل ومکر اور نبوت کا دعوی کرنا واضح طور پر ثابت ہوتا ہے جبکہ مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی ظلی، بروزی یا جزوی طور پر آنے والا نہیں، آپ کی ذات اقدس پر سلسلۂ نبوت ختم کردیا گیا ہے، آپ کے بعد نہ نبوت تامہ ہے اور نہ ناقصہ۔

برادران اسلام! جب غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں نبوت کا دعوی کیا ہے جیسا کہ ابھی اس کی عبارتوں سے معلوم ہوا، ان صراحتوں کے باوجود بھی قادیانیوں کا کہنا ہے کہ ''اس نے نبوت کا دعوی نہیں کیا'' اور وہ یہ کہتے ہیں کہ اہل اسلام نے خلاف واقعہ بات، دروغ گوئی اور حقیقت کے خلاف بات کہی ہے، لیکن مسلمہ حقیقت تو یہی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہوئے بھی آپ کے بعد کسی اور کو کسی اعتبار سے نبی تسلیم کرنا نص قطعی کے خلاف اور کفر وارتداد ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت نص قطعی سے ثابت

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مَردوں میں سے کسی کے والد نہیں، لیکن آپ اللہ کے رسول اور سب انبیاء کے سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالی ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

(سورۃ الاحزاب۔40)

قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ فخر موجودات، وجہ تخلیق کائنات حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی یا رسول آنے والے نہیں، سلسلۂ نبوت ورسالت آپ کی ذات اقدس پر ختم کردیا گیا، آپ کے بعد کسی نبی کا آنا محال وناممکن ہے، قصر نبوت میں ایسی کوئی جگہ ہی باقی نہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی اس کو پُر کرسکے، رسالت ونبوت آپ ہی پر تمام ہوگئی۔

متواتر المعنی احادیث شریفہ سے ثبوت

کتب صحاح وسنن، معاجم ومسانید میں اس مضمون کی متعدد احادیث شریفہ موجود ہیں جو تواتر معنوی کا درجہ رکھتی ہیں چنانچہ صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّه صلی الله علیه وسلم قَالَ إِنَّ مَثَلِی وَمَثَلَ الْأَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِی کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَی بَیْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِیَةٍ ، فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوفُونَ بِهِ وَیَعْجَبُونَ لَهُ ، وَیَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَأَنَا اللَّبِنَةُ ، وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِیِّینَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: بے شک میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک محل تعمیر کیا اور اسے مکمل خوبصورتی اور عمدگی کے ساتھ بنایا سوائے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ کے، لوگ اس کے گرد چکر لگاتے ہیں اور اس پرخوشی کا اظہار کرتے اور کہتے ہیں یہ اینٹ کیوں نہ لگائی گئی؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں ہی آخری نبی ہوں۔

(صحیح البخاری، ج1 کتاب المناقب، باب خاتم النبیین، ص501، حدیث نمبر:5353)

سلسلۂ نبوت منقطع ہوچکا، ظلی یا بروزی نبی کی آمد ناممکن

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ سے متعلق ختم نبوت کا یہ عقیدہ کہ ''آپ ہی آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی ورسول آنے والانہیں ہے'' اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے، جوقرآن مجیداوراحادیث شریفہ کے عبارت النص اوراجماع امت سے ثابت ہے، جس کاانکار کرنایااس میں کسی قسم کی کوئی تاویل کرناصریح کفر ہے۔

برادران اسلام! اللہ تعالی نے سرکاردوعالم حضرت سیدنامحمد مصطفی صلی اللہ علیہ

وسلم کوخاتم الانبیاء والمرسلین کے منصب عظیم پرفائزفرمایا۔

جامع ترمذی شریف ج2ص53(حدیث نمبر:2441) میں ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلاَ رَسُولَ بَعْدِی وَلاَ نَبِیَّ .

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک رسالت ونبوت بالیقیں منقطع ہوچکی ہے، میرے بعد نہ کوئی رسول ہوسکتا ہے اور نہ کوئی نبی۔

(جامع الترمذی، ج2ص53، حدیث نمبر:2441)

اس واضح ارشاد کے باوجود حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد کسی بھی طور پر ظلی، بروزی، مثلی، جزوی نبی کا ماننا صریح کفر ہے، اگرکوئی مسلمان یہ عقیدہ رکھےتو وہ دائرۂ اسلام سے خارج اورمرتد ہوجاتا ہے۔

سنن ابن ماجہ شریفمیں حدیث پاک ہے: حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشادفرماتے ہیں:

وَأَنَا آخِرُ الْأَنْبِیَاءِ وَأَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ میں آخری نبی ہوں اورتم آخری امت ہو۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب الفتن با ب فتنة الدجال، حدیث نمبر:4215)

انبیاء کرام ورسل عظام کی بعثت مخلوق کی ہدایت ورہنمائی کے لئے ہوتی رہی، جب کوئی رسول وصال کرتے تو دوسرے رسول کی بعثت ہوجاتی لیکن حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کواللہ تعالی نے ساری مخلوق اورتمام کائنات کے لئے رسول بناکر بھیجا، صحیح مسلم شریف میں ارشادمبارک ہے:

وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّونَ .

میں ساری مخلوق کی طرف رسالت کی شان کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اور مجھ پر سلسلۂ نبوت ختم کر دیا گیا۔

(صحیح مسلم، ج1 کتاب المساجد ومواضع الصلوۃ ص 199، حدیث نمبر:1195)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ساری مخلوق کے لئے اور قیامت تک آنے والی ساری انسانیت کے لئے ہے، جب تک دنیا قائم ہے شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام ہی نافذ رہے گی، کسی اور نبی کی ضرورت نہیں اور نہ کسی دوسری شریعت کی حاجت ہے۔

اللہ تعالی نے شریعت محمدیہ کو مکمل کر دیا ہے، ارشاد خداوندی ہے:

اَلْیَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِینَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِی وَرَضِیتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِینًا

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لئے دین اسلام سے راضی ہوگیا۔

(سورۃ المائدۃ۔3)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں

جب حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نبوت مکمل ہوچکی ہے، آپ کی شریعت ہمیشہ کیلئے ہے تو پھر آپ کے بعد کسی نبی کا آنا محال وناممکن ہے، آپ کے بعد نبوت نہیں ہوگی البتہ خلافت ہوگی جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں حدیث مبارک ہے:

عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِیلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِیَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِیٌّ خَلَفَهُ نَبِیٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِیَّ بَعْدِی، وَسَیَكُونُ خُلَفَاءُ فَیَكْثُرُونَ.

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا: بنی اسرائیل کی سیادت وقیادت انبیاء کیا کرتے تھے، جب کبھی کوئی نبی وصال کرتے ان کے جانشین دوسرے نبی آتے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں اور عنقریب خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔

(صحیح البخاری، ج 1 کتاب الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل ،ص 491،حدیث نمبر:3455)

کنز العمال، باب فضائل الصحابۃ مفصلا مرتبا علی ترتیب الحروف، میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: لِیَ النُّبُوَّةُ وَلَكُمُ الْخِلَافَةُ . ترجمہ: میرے لئے نبوت ہے اور تمہارے لئے خلافت ہے۔(نیز کنز العمال، باب فضائل الصحابۃ مفصلا مرتبا علی ترتیب الحروف)

نیز کنز العمال میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

اَنَا خَاتِمُ الْأَنْبِیَاءِ وَمَسْجِدِی خَاتِمُ مَسَاجِدِ الْأَنْبِیَاءِ۔

میں نبیوں میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مساجد میں آخری مسجد ہے۔

(کنز العمال ، کتاب الفضائل من قسم الافعال، الباب الثامن، فضل الحرمین والمسجد الاقصی، حدیث نمبر:34999)

عقیدۂ ختم نبوت میں تاویل، نصوص قطعیہ کے انکار کے مترادف

برادران اسلام! عقیدۂ ختم نبوت مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے، اس میں کسی قسم کی تاویل کرنا کہ جس سے کسی جھوٹے دعویدار نبوت کے لئے کوئی امکان پیدا ہو نیز حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد ظلی، بروزی، جزوی کسی طریقہ کی نبوت ماننا اور کسی بھی قسم کی نبوت کا دعوی کرنا، دراصل عقیدۂ ختم نبوت سے اعراض، نصوص قطعیہ متواترہ کا انکار اور کفر و ارتداد ہے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسی کو اپنا نائب مقرر فرمایا تو ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کے بعد نبوت کی نفی بھی فرمادی تا کہ اس کے ذریعہ کسی دجال، کذاب، نبوت کا دعوی کرنے والے کو کسی اعتبار سے کوئی شق نکالنے کا موقع ہی باقی نہ رہے۔

صحیح بخاری شریف میں حدیث شریف ہے' حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا نائب مقرر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

أَلا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِي.

کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ میرے لئے ایسے ہو جاؤ جیسے ہارون (علیہ السلام) موسی (علیہ السلام) کے لئے تھے، مگر یہ کہ میرے بعد کسی بھی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔

(صحیح البخاری، ج2، کتاب المغازی، باب غزوۃ تبوک وھی غزوۃ العسرۃ، ص633، حدیث نمبر:4416)

حضرات! نگاہ نبوت امت میں اُٹھنے والے فتنوں کو دیکھ رہی تھی اس لئے مُخبر صادق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کے شبہ کا ازالہ فرمایا، اور ہر طرح کے وہم کو دفع کیا۔

موسی علیہ السلام بھی آئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع واطاعت کے سوا کوئی چارہ نہیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو نبی ورسول، صاحب شریعت گذرے وہ اگر حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہی ہوتے، نبی یا رسول کی حیثیت سے نہیں ہوتے اور آپ ہی کی شریعت پر عمل پیرا ہوتے، آپ کی اتباع واطاعت کے سوا ان کے لئے کوئی اور صورت نہ ہوتی، جیسا کہ سنن دارمی میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بِنُسْخَةٍ مِنَ التَّوْرَاةِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذِهِ نُسْخَةٌ مِنَ التَّوْرَاةِ. فَسَكَتَ فَجَعَلَ يَقْرَأُ وَوَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَتَغَيَّرُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: ثَكِلَتْكَ الثَّوَاكِلُ، أَمَا تَرَى مَا بِوَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم-؟ فَنَظَرَ عُمَرُ إِلَى وَجْهِ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تورات کا نسخہ لاکر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تورات کا نسخہ ہے، تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے، عمر رضی اللہ عنہ پڑھنے لگے، ادھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک متغیر ہونے لگا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر کہا: رونے والیاں تم پر روئیں!

رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم -فَقَالَ : أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ غَضَبِ اللَّهِ وَمِنْ غَضَبِ رَسُولِهِ ، رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالإِسْلاَمِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا .فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم : - وَالَّذِى نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوسَى فَاتَّبَعْتُمُوهُ وَتَرَكْتُمُونِى لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ، وَلَوْ كَانَ حَيًّا وَأَدْرَكَ نُبُوَّتِى لاَتَّبَعَنِى .

کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کونہیں دیکھتے ؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی عرض کرنے لگے: میں اللہ کے غضب سے اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں! ہم اللہ تعالی کے رب ہونے پر راضی ہیں اور اسلام کے دین ہونے پر اور حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کے ہمارے نبی ہونے پر راضی ہیں، پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! اگر موسی (علیہ السلام) تمہارے لئے ظاہر ہوجاتے پھر تم انکی پیروی کرنے لگتے اور مجھے چھوڑ دیتے تو ضرور تم سیدھے راستہ سے گمراہ ہوجاتے، اگر وہ ہوتے اور میرا زمانہ (نبوت) پاتے تو ضرور میری پیروی کرتے۔

(سنن الدارمی، کتاب المقدمۃ، باب مایتقی من تفسیر حدیث النبی، حدیث نمبر:443)

حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کی تشریح میں رقمطراز ہیں: ''اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کے سے صحابیؓ با اخلاص کی صرف اتنی حرکت اسقدر ناگوار طبع غیور ہوئی تو کسی زید وعمرو کی اس تقریر سے جو خود

خاتمیت میں شک ڈالتی ہے کیسی اذیت پہنچتی ہوگی؟ کیا یہ ایذا رسانی خالی جائیگی ؟ ہرگز نہیں! حق تعالی فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا (الاحزاب۔57) نسئل اللّٰہ تعالیٰ توفیق الادب وھو ولی التوفیق. (انوار احمدی، ص55)۔

حضرت عیسی علیہ السلام کا بحیثیت امتی نزول

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی علامتوں میں ایک علامت یہ بتلائی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے اتریں گے، وہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری سے پہلے اپنے زمانہ میں نبی ورسول تھے لیکن جب قیامت کے قریب امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں آئیں گے تو آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ایک امتی اور خلیفہ ہوں گے جیسا کہ تفسیر درمنثور میں سورۃ النساء کی تفسیر کے تحت بحوالہ طبرانی حدیث پاک ہے:

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ":أَلا إِنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ وَلا رَسُولٌ اَلا اِنَّهُ خَلِيْفَتِيْ فِيْ اُمَّتِيْ مَنْ بَعْدِيْ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک عیسی بن مریم (علیہما السلام) میرے درمیان اوران کے درمیان نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی رسول، مگر وہ میرے بعد میری امت میں میرے نائب وخلیفہ ہوں گے۔

(معجم کبیر للطبرانی، حدیث نمبر:169)

ہر قسم کے شبہ کا ازالہ

نصوص قطعیہ سے واضح ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، جس پر آیت قرآنیہ کی عبارۃ النص اور متواتر احادیث شریفہ دلالت کرتی ہیں۔

اتنی وضاحت کے ساتھ نبوت کی نفی کرنے کے بعد اور ہر پوشیدہ شبہ اور خفی شائبہ کو دفع کرنے کے بعد کوئی نبوت کے اقسام بنا کر اپنے آپ کو ظلی یا بروزی یا جزوی نبی کہے تو اسکے کذاب اور دجال ہونے میں کوئی شک نہیں، جو مسلمان اس کی بات مانے اور اس کی اتباع کرے وہ دائرۂ اسلام سے خارج اور مرتد ہے، اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تیس کے قریب دجال، کذاب ظاہر نہ ہوں

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت میں اٹھنے والے فتنوں سے آگاہ فرمایا اور نبوت کا دعوی کرنے والے کذابوں اور دجالوں کے بارے میں خبر دی۔

چنانچہ جامع ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے:

وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلاثُونَ	میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے ان میں
كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ	سے ہر ایک دعوی کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ
وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لا نَبِيَّ بَعْدِي۔	میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(جامع الترمذی، ج2، ابواب الفتن، باب لاتقوم الساعة حتی یخرج کذابون

ص45، حدیث نمبر:2380)

نیز صحیح بخاری شریف میں حدیث مبارک ہے:

وَلا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى	قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک
يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ	کہ تقریباً تیس دجال، کذاب ظاہر نہ ہوں،
قَرِيبًا مِنْ ثَلاثِينَ، كُلُّهُمْ	ان میں ہر ایک دعوی کرے گا کہ وہ اللہ
يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ۔	کا رسول ہے۔

(صحیح البخاری، ج1 کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام ص509، حدیث نمبر:3609)

ختم نبوت سے متعلق قادیانی تأویل، فقہاء، مفسرین ومحدثین کا تحقیقی جواب

سرکار دوعالم باعث تخلیق آدم حضرت سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں کے خاتم اور آخر ہیں، آپ کے بعد کسی طور پر کوئی نبی نہیں، نہ کامل نبی ہے اور نہ ناقص نبی ہے، نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں کوئی نبی ہے اور نہ کوئی مستقل نبی آنے والا ہے، ہر قسم کی نبوت کی نفی فرمادی گئی۔

اہل اسلام کے نزدیک یہ ایسا متفق علیہ، اساسی اور بنیادی مسئلہ ہے جس میں کسی قسم کی تاویل نکالنے، احتمال پیدا کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اس عقیدہ پر تمام مفسرین ومحدثین، فقہاء ومجتہدین، ائمۂ اعلام وعلماء اسلام کا اجماع واتفاق رہا ہے، بنظر اختصار یہاں چند اَعْلاَم امت کی عبارتیں بیان کی جاتی ہیں۔

مدارک التنزیل وحقائق التاویل میں آیت ختم نبوت کی تفسیر میں مذکور ہے:

لاینبأ احد بعده وعیسی ممن نبیء قبله وحین ینزل ینزل عاملا علی شریعة محمد صلی الله علیه وسلم کانه بعض امته.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی نہیں بنایا جائے گا اور حضرت عیسی علیہ السلام آپ کے پہلے والے انبیاء کرام میں سے ہیں اور جب زمین پر اترینگے شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام پر عمل کرتے ہوئے اتریں گے گویا وہ آپ کے ایک امتی ہیں۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری ج12، کتاب التفسیر ص566 میں تحریر فرماتے ہیں:

هذه اکبر نعم الله عزوجل علی هذه الامة حیث اکمل لهم دینهم فلا یحتاجون الی دین غیره ولاالی نبی غیر نبیهم ولهذا جعله الله خاتم الانبیاء وبعثه الی الانس والجن.

یہ اس امت پر اللہ بزرگ وبرتر کی عظیم ترین نعمتوں میں سے ہے کہ اس نے ان کے لئے ان کے دین کو مکمل کردیا تو انہیں کسی دوسرے دین کی حاجت نہیں اور نہ انہیں اپنے نبی کے سوا کسی نبی کی ضرورت ہے، اسی لئے اللہ تعالی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبیوں کا سلسلہ ختم کرنے والا بنایا اور آپ کو تمام جن وانس کی طرف مبعوث فرمایا۔

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف ص392،393 میں تحریر فرماتے ہیں:

وکذلک من ادعی منهم انه یوحی الیه وان لم یدع النبوة او انه یصعد الی السماء

اسی طرح جو شخص دعوی کرے کہ اس کی جانب وحی کی جاتی ہے اگر چہ وہ نبوت کا دعویدار نہ ہو......تو یہ کافر ہے

ویدخل الجنة ویاکل من اثمارها ویعانق الحور العین کلهم کفار مکذبون للنبی صلی الله علیه وسلم لانه اخبر انه خاتم النبیین لا نبی بعده واخبر عن الله تعالی انه خاتم النبیین وانه ارسل کافة للناس واجمعت الامة علی حمل هذا الکلام علی ظاهره وان مفهومه المراد به دون تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر هولاء الطوائف کلها قطعا اجماعا سمعا.

اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے والے ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کی جانب سے خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور تمام لوگوں کے لئے بھیجے گئے ہیں اور ساری امت اس کلام کے ظاہری معنی مراد لینے پر متفق ہوچکی ہے اور اس بات پر بھی متفق ہوچکی ہے کہ اس کا مفہوم اور مرادی معنی لینے میں کسی تاویل یا تخصیص کی ضرورت نہیں، اس لئے قطعی طور پر کتاب وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں ان فرقوں کے کافر ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

فتاوی عالمگیری ج2 ص263 میں ہے:

اذالم یعرف الرجل ان محمدا صلی الله علیه وسلم آخرالانبیاء علیهم وعلی نبینا السلام فلیس بمسلم کذا فی الیتیمة.

اگر کوئی شخص یہ اعتقاد نہ رکھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان ہی نہیں۔

اہل اسلام کیلئے حضرت شیخ الاسلام کی خیرخواہی

حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ رحمۃ اللہ علیہ احادیث شریفہ کے ذریعہ غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعوی کا جواب دینے کے بعد رقمطراز ہیں: ''چنانچہ بخاری

وغیرہ کی احادیث صحیحہ صاف کہہ رہی ہیں کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو کوئی نبوت کا دعوی کرے وہ دجال اور کذاب ہے۔

کیا اب بھی مسلمانوں کو اس باب میں شبہ ہوسکتا ہے کہ مرزا صاحب نے جو لکھا ہے کہ ان کو نہ ماننے والا کافر اور دوزخی ہے' یہ بات صحیح اور مطابق واقع کے ہوسکتی ہے؟ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیثوں کا بھی دل پر کچھ اثر نہ ہوتو سوائے اِنّـا لِلّـہِ پڑھنے کے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے، البتہ اپنے مسلمان بھائیوں سے اتنا تو ضرور کہیں گے کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو ہر وقت پیش نظر رکھیں ورنہ ہر زمانے میں بہکانے والے اقسام کی تدابیر سوچتے رہتے ہیں''۔(افادۃ الافہام حصہ اول ص۲۹۲،۲۹۳)

شیخ الاسلام کی مسلمانوں کو نصیحت

مرزا غلام احمد قادیانی کے فتنہ سے آگاہ ومتنبہ کرتے ہوئے حضرت بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ اس سے دور رہنے کی تلقین فرماتے ہیں: ہم اپنے ہم مشربوں سے خیرخواہانہ کہتے ہیں کہ اس قسم کی تقریروں سے اپنے ایمان کو صدمہ نہ پہنچنے دیں اور قرآن وحدیث کے مقابلے میں کسی کی بات نہ سنیں۔(افادۃ الافہام حصۂ دوم ص132)

قادیانی نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو موسی علیہ السلام کا مثیل قرار دیا جس کی زبردست تردید کرنے کے بعد حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ مسلمانوں کو نصیحت فرمارہے ہیں: مسلمانو! مرزا صاحب نے تمہارے نبی افضل الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام کو موسی علیہ السلام کا مثیل' قرار دیا کیا اب بھی کسی اور کا مثیل سننے کا انتظار ہے؟ کیا تمہارے اور تمہارے اسلاف کے کان ایسے ناملائم الفاظ سننے کے آشنا تھے، کب تک

مرزا صاحب کی ایسی باتیں سنا کرو گے؟ توبہ کرو! اگر نجات چاہتے ہوتو ان کی ایک نہ سنو اور اپنے اسلاف کا اتباع کرو!۔(افادۃ الافہام حصۂ دوم ص47)

نبوت کے جھوٹے دعویدار سے معجزہ طلب کرنے والا بھی کافر

برادران اسلام! فقہاء کرام نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص نبوت کا دعوی کرنے والے سے اس کی نبوت پر معجزہ طلب کرے اور یہ طلب اس کے اظہار عجز ورسوائی کے لئے نہ ہوتو یہ طلب کرنے والا بھی کافر قرار پاتا ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری ج2 ص263 میں ہے:

وکذالک لو قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیۃ من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر ولوانہ حین قال ھذہ المقالۃ طلب غیر منہ المعجزۃ قیل یکفر الطالب والمتاخرون من المشائخ قالوا ان کان غرض الطالب تعجیزہ وافتضاحہ لایکفر.	اسی طرح اگر کوئی کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا فارسی میں کہے کہ میں پیغمبر ہوں جس سے مراد یہ لے کہ میں پیغام پہنچانے والا ہوں، تب بھی وہ کافر ہوجائیگا۔ اور اگر اس کے اس دعوی پر کسی نے معجزہ طلب کیا تو وہ بھی کافر ہوجائے گا، اور متاخرین فقہاء نے فرمایا ہے کہ اگر اسکو عاجز کرنے اور رسوا کرنے کی غرض سے معجزہ طلب کرے تو وہ کافر نہیں ہوگا۔

نصوص بالا کی روشنی میں عرب وعجم، شرق وغرب' شمال وجنوب کے جملہ علماء اسلام نے بالاتفاق مرزا قادیانی اور اس کے متبعین کو خارج عن الاسلام اور مرتد قرار دیا ہے۔

قادیانیوں کے ساتھ تعلقات کی ممانعت

حضرات! کتاب وسنت اوراجماع امت کی روشنی میں یہ فرقہ دائرۂ اسلام سے خارج، مرتد و بے دین ہے، دراصل فتنۂ قادیانیت اسلام کے خلاف ایک سازش ہے، اس فرقہ کے ساتھ تعلقات رکھنا اور اسکے جلسوں میں شریک ہونا عامۃ المسلمین کیلئے ناجائز وحرام ہے، ان کے مذہب کوحق سمجھتے ہوئے ان سے تعلقات رکھنا اور ان کے جلسوں میں شریک ہونا بجائے خود کفر وارتداد ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَإِمَّا يُنسِيَنَّکَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ.

اور اگر شیطان تمہیں بھلادے تو یادآنے کے بعد ظالم قوم کے ساتھ نہ بیٹھو۔

(سورۃ الانعام۔68)

اور ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ.

اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آتش جہنم آچھوئے گی۔

(سورۃ ھود۔113)

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جیسے بے دین وبدمذہب فرقہائے باطلہ کی صحبت وتعلقات سے اجتناب کرنے کی سخت تاکید فرمائی ہے، چنانچہ صحیح مسلم شریف میں روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله عليه وسلم يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ

حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: آخری زمانہ میں دجال کذاب، فریب دینے والے جھوٹے لوگ آئیں گے

يَأْتُونَكُمْ مِنَ الأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلاَ آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لاَ يُضِلُّونَكُمْ وَلاَ يَفْتِنُونَكُمْ .

تمہارے پاس ایسی باتیں لائیں گے جن کو نہ تم نے سنا ہے اور نہ تمہارے آباء واجداد نے، تم ان سے دور رہو! اور انہیں اپنے سے دور رکھو! کہ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کرڈالیں اور کہیں تمہیں فتنہ میں مبتلا نہ کرڈالیں۔

(صحیح مسلم، ج1 ص10، حدیث نمبر:16)

اور سنن ابن ماجہ شریف میں حدیث پاک ہے:

إِنْ مَرِضُوا فَلاَ تَعُودُوهُمْ وَإِنْ مَاتُوا فَلاَ تَشْهَدُوهُمْ وَإِنْ لَقِيتُمُوهُمْ فَلاَ تُسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ .

اور اگر وہ بیمار ہوجائیں تو تم انکی عیادت نہ کرو، اور اگر وہ مرجائیں تو ان کے جنازہ میں شرکت نہ کرو، اور اگر ان سے ملاقات ہوجائے تو انہیں سلام مت کرو!

(سنن ابن ماجہ، مقدمہ، باب فی القدر، ص10 حدیث نمبر:97)

اللہ تعالی اپنے حبیب کریم خاتم النبیین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صدقہ وطفیل تمام اہل اسلام کو باطل فرقوں اور بطور خاص فتنۂ قادیانیت کی جعلسازیوں سے محفوظ ومامون رکھے اور عقیدۂ ختم نبوت پر استقامت نصیب فرمائے اور جو سادہ لوح ان کے دام فریب کا شکار ہوکر مرتد ہوچکے ہیں انہیں پھر سے اسلام کی دولت لازوال عطا فرمائے۔

آمِيْن بِجَاهِ سَيِّدِنَا طٰهٰ وَيٰسٓ صَلَّى اللهُ تَعَالَى وَبَارَكَ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ اَجْمَعِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

❁❁❁❁❁

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ‘ فضائل ومناقب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی آلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ، وَاَصْحَابِهِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنَ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّهُمْ وَتَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ .وَالَّذِی جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ.صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ (سورۃ الزمر۔33)

برادران اسلام ! اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرات انبیاء کرام ورسل عظام کوشان نبوت ورسالت کے ساتھ دنیا میں جلوہ گرفرمایا اورانہیں ساری کائنات میں سب سے افضل واعلی بنایا،ان نفوس قدسیہ کے بعدفضیلت واولویت کے بارے میں حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سرفہرست ہیں،کیونکہ انہیں رب العالمین نے خاتم الانبیاءامام المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صحبت بافیض سے مشرف فرمایا،انہیں بحالت ایمان سرورکونین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دیدارکاسنہراموقع عنایت فرمایا۔

سیدی شیخ الاسلام حضرت بانی جامعہ نظامیہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسندفردوس دیلمی کےحوالہ سےروایت نقل فرمائی ہے:اِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ فِیْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَلَمْ یَجِدْ قَلْبًا اَنْقٰی مِنْ اَصْحَابِیْ وَلِذٰلِکَ اخْتَارَهُمْ فَجَعَلَهُمْ اَصْحَابًا فَمَا اسْتَحْسَنُوْا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ وَمَا اسْتَقْبَحُوْا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ قَبِیْحٌ.

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں پرنظر انتخاب ڈالی اورمیرے صحابہ سے

بڑھ کر پاکیزہ دل کسی کے نہ پایا تو ان کومنتخب کیا اور میرا صحابی بنادیا۔اب وہ جسے اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالی کے پاس بھی اچھا ہے اوروہ جسے بُرا سمجھیں وہ اللہ کے پاس بھی بُرا ہے۔(مسندفردوس دیلمی)

حضرات !اہل سنت وجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ تمام صحابۂ کرام میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں،آپ کے فضائل وکمالات بے شمار ہیں، قرآن مجید کی متعدد آیات مبارکہ آپ کی شان میں نازل ہوئیں،ابھی خطبہ میں جس آیت مبارکہ کی تلاوت کی گئی وہ آپ ہی کی شان میں نازل ہوئی،اس کا ترجمہ یہ ہے:اورجو نبی سچی بات لیکر آئے اورجس نے ان کی تصدیق کی،وہی لوگ پرہیز گار ہیں۔(سورۃ الزمر:33)

امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أن المراد شخص واحد فالذی جاء بالصدق محمد ، والذی صدق به هو أبو بکر ، وهذا القول مروی عن علی بن أبی طالب علیه السلام وجماعة من المفسرین رضی الله عنهم.	اس سے مرادایک ہی ہستی ہیں،توجوسچی بات لے کرآئے وہ سیدنامحمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اورجس نے آپ کی تصدیق کی وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ ہیں۔اور یہ روایت حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ اور مفسرین کرام رحمہم اللہ کی ایک بڑی جماعت سےمنقول ہے۔

(التفسیرالکبیر،الدرالمنثور،روح البیان،سورۃ الزمر۔33)

اسی طرح مختلف مواقع پرحضوراکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آپ کی فضیلت کا اظہارفرمایا،اللہ تبارک وتعالیٰ اوراس کے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اتھاہ وارفتگی اور

اٹوٹ وابستگی کی بنیاد پر حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے درمیان حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہر اعتبار سے افضل ومقدم اور اولیٰ وبہتر جانتے اور مانتے تھے۔

ولادت باسعادت

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت واقعہ فیل کے تقریبا دوسال چار ماہ بعد ہوئی۔(الاکمال فی اسماء الرجال)

جب آپ کی ولادت ہوئی اسی وقت سے آپ کا مقام ومرتبہ آشکار ہونے لگا بارگاہ الٰہی سے آپ کی بلندی درجات کے جلوے ہویدا ہونے لگے، رب العالمین نے آپ کی ولادت کے ساتھ محبتوں کے سلسلہ کو آپ سے جوڑ دیا اور آپ کے چاہنے والوں کو جنت کی ضمانت عطا فرمائی، حدیث شریف میں وارد ہے، حافظ ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَمَّاوُلِدَ اَبُوبَکْرِ نِ الصِّدِیْقُ اَقْبَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی جَنَّۃِ عَدْنٍ فَقَالَ وَعِزَّتِی وَ جَلَالِی لَاُدْخِلُکِ اِلَّا مَنْ یُّحِبُّ ھٰذَا الْمَوْلُوْدَ.

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ہمیشگی والی جنت سے مخاطب ہو کر فرمایا: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! اے جنت! میں تجھ میں انہی خوش نصیبوں کو داخل کرونگا جو اس نومولود سے محبت کرنے والے ہونگے۔

(مختصر تاریخ دمشق، ج13،ص69)

نام مبارک اور القاب شریفہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی حضرت عبداللہ بن عثمان رضی

اللہ تعالیٰ عنہما ہے، آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت ابوقحافہ عثمان بن عامر رضی اللہ عنہ ہے اور آپ کی والدۂ ماجدہ کا نام مبارک حضرت ام الخیر سلمی رضی اللہ عنہا ہے۔

آپ کے القاب مبارکہ میں صدیق بہت مشہور ہے، کیونکہ یہ مبارک لقب آپ کو کسی مخلوق نے نہیں دیا، بلکہ خالق کائنات نے عطا فرمایا، جیسا کہ سنن دیلمی میں حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یَا اَبَابَکْرٍ اِنَّ اللّٰہَ سَمَّاکَ الصِّدِّیْقَ .

ترجمہ: اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام صدیق رکھا ہے۔

(کنز العمال، حرف الفاء، فضل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر:32615)

ابھی آپ نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صداقت کا تذکرہ سنا، اب آیئے امام الاولیاء کی زبان فیض ترجمان سے سماعت فرمایئے! حضرت مولائے کائنات سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا:

لَا نَزَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اسْمَ اَبِی بَکْرٍ مِنَ السَّمَاءِ "الصِّدِّیْقَ".

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام ''صدیق'' آسمان سے نازل فرمایا ہے۔

(مختصر تاریخ دمشق، ج13،ص52)

حضرات! آپ کو صدیق کے مبارک لقب سے اس لئے بھی یاد کیا جاتا ہے کیونکہ آپ نے بلا کسی تامل سب سے پہلے معجزۂ معراج کی برملا تصدیق کی، جیسا کہ مستدرک علی الصحیحین اور تاریخ الخلفاء میں روایت ہے :

عن عائشة رضى الله عنها قالت جاء المشركون إلى أبى بكر فقالوا هل لك إلى صاحبك يزعم أنه أسرى به الليلة إلى بيت المقدس قال أو قال ذلك؟ قالوا نعم فقال لقد صدق إنى لأصدقه بأبعد من ذلك بخبر السماء غدوة وروحة فلذلك سمى الصديق .

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ شب معراج کے اگلے دن مشرکین مکہ حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور کہا ، اپنے صاحب کی اب بھی تصدیق کروگے؟ ،انہوں نے دعوی کیا ہے "راتوں رات بیت المقدس کی سیر کرآئے ہیں" ابوبکر صدیق نے کہا": بیشک آپ نے سچ فرمایا ہے ، میں تو صبح وشام اس سے بھی اہم امور کی تصدیق کرتا ہوں"۔ اس واقعہ سے آپ کا لقب صدیق مشہور ہوگیا

(تاریخ الخلفاء ص،11)

اسی طرح آپ کا ایک لقب ''عتیق'' بھی مشہور ہے،جس کے معنی ''آزاد'' کے ہیں،حضرت ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ صاحب نقشبندی مجددی قادری محدث دکن علیہ الرحمہ نے جامع ترمذی کے حوالہ سے زجاجۃ المصابیح میں آپ کا لقب عتیق ہونے کی وجہ تسمیہ سے متعلق ایک روایت نقل فرمائی:

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَابَكْرٍ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتَ عَتِيْقُ اللّٰهِ مِنَ النَّار فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ عَتِيْقًا .

ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:تم من جانب اللہ نار دوزخ سے آزاد ہو، اسی دن سے آپ کو عتیق کہا جانے لگا۔

(زجاجۃ المصابیح، کتاب المناقب، ج5،ص248۔ جامع الترمذی،ابواب المناقب، باب مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ،حدیث نمبر:3612)

قوم کا ملجا وماوی

حضرات! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بے شمار فضائل ہیں،اسلام قبول کرنے سے پہلے آپ نے نہایت پاکیزہ زندگی بسر کی ، سرداران قریش آپ کی عظمتوں کا اعتراف کیا کرتے تھے اور اپنے اہم معاملات میں آپ سے قیمتی آراء لیا کرتے تھے،حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَكَانَ مِنْ رُؤَسَاءِ قُرَيْشٍ فِى الْجَاهِلِيَّةِ وَاَهْلِ مُشَاوَرَتِهِمْ وَمُحَبَّبًا فِيْهِمْ وَاَعْلَمَ لِمَعَالِمِهِمْ .

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار سرداران قریش سے تھا، آپ انہیں مشورے دینے والوں میں تھے، ان میں آپ کی شخصیت نہایت محبوب تھی اور آپ ان کے معاملات کو بہتر طور پر جاننے والے تھے۔

حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اوّلیت

اعلان نبوت سے قبل بھی آپ سرورکونین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چاہنے والوں اور رفیقوں میں شامل رہے اور جب بعثت کا اعلان ہوا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کی ذات والا صفات پر سب سے پہلے آپ ہی نے ایمان لایا، جبکہ صاحبزادوں اور نونہالوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت مولائے کائنات سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں اور خواتین میں حضرت ام المومنین سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مشرف بہ اسلام ہوئیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ سب سے پہلے ایمان لانے والے کون ہیں؟ تو آپ نے ارشادفرمایا: کیاتم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار نہیں سنے!

اذاتذكرت شجوا من اخى ثقة

فاذكر اخاك ابابكر بما فعلا

خير البرية اتقاها واعدلها

بعدالنبى واوفاها بما حملا

والثانى التالى المحمود مشهده

واول الناس ممن صدق الرسلا

والثانى اثنين فى الغار المنيف وقد

طاف العدو به إذ صعدوا الجبلا

وكان حب رسول الله قد علموا

خير البرية لم يعدل به رجلا

جب تم صداقت شعار ہستی کے دکھ درد کو یاد کرنے لگو تو اپنے بھائی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارناموں کو یاد کر لینا۔

جوحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اورانبیاء کرام کے بعد تمام مخلوق میں سب سے بہتر، سب سے زیادہ پرہیزگار اور سب سے زیادہ انصاف پسند ہیں، ونیز ذمہ داری میں سب سے زیادہ ذمہ داریوں کو پورا کرنے والے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے یار غار، ہمیشہ آپ کی صحبت میں رہنے والے اور مخلوق میں قابل تعریف ہیں؛ اور سب سے پہلے رسولوں کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ (الاستیعاب، ج1 ص294، حاشیۃ الزرقانی علی المواہب، ج1، ص445)

اس بلند پہاڑ پر واقع غار میں دومعزز شخصیات میں سے دوسرے آپ ہی تھے؛ جب کہ پہاڑی پر چڑھنے کے بعد دشمن غار کے اردگرد منڈلانے لگے۔

جوحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں، سب کو معلوم ہے کہ آپ تمام مخلوق میں (انبیاء کے بعد) سب سے بہتر ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو آپ کے برابر نہیں قرار دیا ہے۔ (الاستیعاب، ج، ص295)

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اسے بیان کرنے اور آپ کے سماعت فرمانے سے اس کی ثقاہت واہمیت محتاج بیان نہیں۔

صدیق اکبر کی منقبت سننا سنت مصطفیٰ

حافظ ابن عساکر بیان کرتے ہیں، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: هل قلت فى ابى بكر شيئا؟ ترجمہ: کیا ابوبکر کے

بارے میں بھی کچھ کہا ہے؟ عرض کی ہاں! پھر آپ نے مذکورہ بالا اشعار سنائے۔

فسر النبی بذلک فقال احسنت یاحسان. اشعار سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار مسرت کیا اور فرمایا اے حسان! تم نے خوب کہا۔ (الاستیعاب، ج، ص295)

کنز العمال میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **قل و انا اسمع.**

ترجمہ: صدیق کی منقبت کہو میں سننا چاہتا ہوں، حضرت حسان بن ثابت منقبت سنا چکے تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم خوش ہو گئے، اور مسکراہٹ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حسان! تم نے سچ کہا ہے واقعی صدیق ایسے ہی ہیں جیسے تم نے بیان کیا۔

فضحک رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی بدت نواجذه وقال " :صدقت یا حسان ! "هو کما قلت (کنز العمال، حدیث نمبر35673)

اس روایت سے ثابت ہوا کہ "نعت" کی طرح منقبت صدیق اکبر کی سماعت بھی سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور منقبت سنانا سنت صحابہ ہے نیز حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی مدح سرائی پر اظہار مسرت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔

اسلام کے لئے حضرت صدیق کا انتخاب' آسمانی انتخاب

برادران اسلام! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا بڑا

عجیب واقعہ ہے، ابھی حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے نبوت کا اعلان نہیں فرمایا تھا، اس وقت آپ نے ایک خواب دیکھا تو کسی راہب نے اس کی تعبیر یہ کہی کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بعثت وجلوہ گری کا عہد مسعود قریب آ چکا ہے اور تمہارے مقدر میں یہ سعادت لکھ دی گئی کہ تم ان پر ایمان لانے والے ہو، جیسا کہ سبل الہدی والرشاد میں ہے:

انــه رأى رؤيــا قبـل ، وذلک انــه رأى الـقمـر نـزل الـى مـكة ثـم راه قد تـفـرق عـلى جميع منازل مـكة وبيـوتهـا فدخل فى كـل بيـت شعبة ، ثم كان جميعه فى حجره ، فقصها عـلى بعض اهل الكتابيين فعبـرها له بان النبى صلى الـلـه عـليه وسلم المنتظر قـداظـل زمــانــه ، اتبـعـه وتـكـون اسعد الناس به ، فـلـمـا دعـاه رسول الـلـه صـلـى الله عليه وسلم لم يتوقف .

اعلان نبوت سے قبل آپ نے ایک عجیب خواب دیکھا، وہ یہ کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ چودھویں کا چاند جو مکہ مکرمہ کی طرف اترنے لگا، اس کا نور مکہ شریف کے ہر مقام اور تمام گھروں میں پھیل گیا، پھر یہ چاند سمٹ کر چمکتا ہوا آپ کی گود میں آ گیا، تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خواب اہل کتاب کے ایک عالم کو سنایا تو اس نے تعبیر دی کہ وہ نبی محتشم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جن کی آمد کا انتظار ہے، ان کے ظہور کا زمانہ قریب آ چکا ہے اور لوگوں میں سب سے زیادہ آپ ان سے وابستگی کی سعادت حاصل کرنے والے ہو، چنانچہ جب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا تو آپ نے کچھ توقف نہ کیا (اور مشرف بہ اسلام ہوگئے)۔

(سبل الہدی والرشاد، ج2ص303)

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی استقامت

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لے آئے تو کفار مکہ مظالم ڈھانے لگے، آپ کو مصائب ومشکلات میں ڈالا جانے لگا، تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں

رکاوٹیں کھڑی کی جانے لگیں، اور آپ کو عبادتوں سے روکا گیا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دولت خانہ میں عبادت وریاضت کیا کرتے اور تلاوت کلام مجید فرمایا کرتے، کفار یہ بھی برداشت نہ کر سکے، آپ کو اتنا ستایا اور تکلیفیں دیں، ستم کی انتہاء ہوگئی، اسی وجہ سے آپ نے مکہ مکرمہ چھوڑنے کا ارادہ کرلیا اور حبشہ کی طرف ہجرت کے ارادہ سے تشریف لے جانے لگے، حضرت ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: جب راستہ میں ابن دغنہ جو ایک مشہور قبیلہ قارہ کا سردار تھا، آپ سے ملا اور دریافت کیا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ آپ نے تفصیل بیان کی تو وہ کہنے لگا:

فَإِنَّکَ تَکْسِبُ الْمَعْدُومَ ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ ، وَتَقْرِى الضَّيْفَ ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ .

ترجمہ: بے شک آپ تو ناداروں کو کما کر دیتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی راہ میں آنے والی مصیبتوں کے موقع پر مدد کرتے ہیں۔

یہ کہہ کر اس نے آپ کو واپس چلنے کے لئے کہا کہ آپ جیسے لوگوں کو تو مکہ مکرمہ میں رہنا چاہئے، چلئے میں آپ کو امان دیتا ہوں اور مکہ مکرمہ پہنچ کر اس نے اعلان کردیا کہ آج سے میں ابوبکر کی حفاظت کا ذمہ دار ہوں، لیکن بعد میں حق کی راہ میں ایسی رکاوٹیں آنے لگیں کہ ابن دغنہ آپ کی حفاظت کا وعدہ توڑ دیا۔ (صحیح البخاری، کتاب الکفالۃ، باب جوار ابی بکر فی عہد النبی وعقدہ، حدیث نمبر: 2297)

برادران اسلام! ابن دغنہ نے جن صفات سے آپ کو یاد کیا ان تمام صفات کا تعلق حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاکیزہ عادات واطوار سے تھا، حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نزول وحی کے آغاز کے بعد جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو

تفصیل بتائی تو آپ نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کوانہی صفات کا تذکرہ کرکے تسلی دی تھی، بارگاہ رسالت میں حضوری اور صحبت بافیض سے مشرف ہونے کی وجہ یہ تمام خصائل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شخصیت میں رچ بس گئیں۔

میدان عمل کے پیشرو شہ سوار

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہمیشہ یہی معاملہ رہا کہ کبھی آپ نے کوئی نیکی کرنے میں غفلت نہ کی، بلکہ ہمیشہ اس میں سبقت فرمایا کرتے، یہی وجہ ہے کہ آپ ابوبکر کی کنیت سے مشہور ہوگئے ہے، دراصل ''بکر'' کے معنی ابتداء وآغاز کے ہیں اورابوبکر کے معنی پہل کرنے والے اوّلیت رکھنے والے کے ہوتے ہیں، اسم بامسمی آپ نیکی کے کام میں پہل فرماتے، خیر میں اوّلیت حاصل کرتے، بھلائی کے کرنے میں سبقت لے جاتے اور ہر کار خیر کو بخوبی انجام دیا کرتے، چنانچہ صحیح مسلم شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم - مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا . قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا .قَالَ فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً .قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا .

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا: تم میں وہ کون شخص ہے جس نے آج روزہ رکھا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں! حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشادفرمایا: تم میں وہ کون شخص ہے جس نے آج جنازہ کو کندھا دیا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: میں!

قَالَ فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِينًا .قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا .قَالَ فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضًا . قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا .فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم - مَا اجْتَمَعْنَ فِى امْرِئٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ .

حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشادفرمایا: تم میں وہ کون شخص ہے جس نے آج مسکین کو کھانا کھلایا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: میں! حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشادفرمایا: تم میں آج کس نے مریض کی عیادت کی؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: میں! تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا: یہ(خصلتیں) جس کسی میں جمع ہوجائیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب من فضائل ابی بکر الصدیق، حدیث نمبر:6333)

آپ کی مساعی جمیلہ اور کاوشوں کے ذریعہ کئی افراد مشرف بہ اسلام ہوئے، راہ خدا میں آپ اپنا مال بے دریغ خرچ فرمایا کرتے، ایک موقع پر چالیس ہزار اشرفیاں راہ خدا میں اس طرح خرچ فرمائیں کہ دن میں دس ہزار، رات میں دس ہزار، پوشیدہ طور پر دس ہزار، اور لوگوں کو ترغیب دلانے کی خاطر علانیہ طور پر دس ہزار، آپ کا یہ عمل بارگاہ الٰہی میں اس قدر مقبول ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدح وتوصیف میں آیت کریمہ نازل فرمائی، ارشاد باری تعالیٰ ہے :

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

ترجمہ: وہ لوگ جو اپنے مال کو رات اور دن میں، پوشیدہ اور علانیہ طور پر خرچ کرتے ہیں تو ان کے لئے ان کے رب کیپاس ان کا اجر ہے، ان پر نہ کوئی خوف ہیا ورنہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔

(سورۃ البقرۃ 274)

امیہ بن خلف نے جب حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ پر مظالم کی انتہاء کردی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے آدھا سیر سونے کے بدلہ آپ کو خرید کر آزاد کیا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے والد نے "جو ابھی مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے" کہا کہ اسقدر کثیر صرفہ سے کمزور افراد کو آزاد کروانے کے بجائے کسی طاقتور شخص کو آزاد کرواؤ، تا کہ مصیبت کے وقت وہ ہمارا معاون و مددگار رہے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے جواب دیا کہ میں نے یہ عمل کسی دنیوی بدلہ کے لئے نہیں بلکہ اللہ تعالی کی رضا وخوشنودی کے حصول کے لئے کیا ہے، آپ کی خلوص نیت اور عمل کی پاکیزگی کا تذکرہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں اس طرح فرمایا:

وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِى يُؤْتِى مَالَهُ يَتَزَكَّى وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى وَلَسَوْفَ يَرْضَى.

اور یقیناً اسے (جہنم) سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے، جو اپنا مال خرچ کرتا ہے تا کہ پاک ہو، اور کسی کا اس پر احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے، وہ صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بے شک وہ راضی ہوگا۔

(سورۃ اللیل 17/21)

بروز حشر شان صدیقی

جنت میں ہر نیکی کا ایک دروازہ ہوگا قیامت کے دن اس نیکی کرنے والے کو متعلقہ دروازہ سے بلایا جائے گا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی شان یہ ہوگی

کہ آپ کو ہر دروازہ سے بلایا جائیگا جیسا کہ مسند امام احمد میں حدیث پاک ہے:

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لِكُلِّ أَهْلِ عَمَلٍ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يُدْعَوْنَ بِذَلِكَ الْعَمَلِ وَلِأَهْلِ الصِّيَامِ بَابٌ يُدْعَوْنَ مِنْهُ يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ أَحَدٌ يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ نَعَمْ وَأَنَا أَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نیک عمل کرنے والے کے لئے جنت کا ایک دروازہ ہے، وہ اسی عمل کے دروازہ سے بلائے جائیں گے۔ اور روزہ داروں کے لئے ایک دروازہ ہے، اسکا نام ''ریان'' ہے وہ (روزہ دار) اسی دروازہ سے بلائے جائیں گے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا کوئی ان تمام دروازوں سے بلایا جائیگا، حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ہاں! اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اے ابوبکر تم انہی لوگوں میں سے ہو۔

(مسند الامام احمد، مسند ابی ہریرۃ، حدیث نمبر:10054)

یہی وجہ تھی کہ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى عَتِيْقٍ مِنَ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ اَبَابَكْرٍ

ترجمہ: جس شخص کو یہ بات خوش کرتی ہو کہ دوزخ سے آزاد کسی شخص کو دیکھے تو وہ ابوبکر کو دیکھ لے۔

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، حدیث نمبر 4378۔ تاریخ دمشق،

ج13ص78)

صدیق اکبر کے لئے تمام اہل ایمان کا ثواب

آپ کے ایمان کی اولیت کا اس حدیث سے بھی استدلال کیا جاسکتا ہے جسے خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہ الکریم سے روایت کی ، آپ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کوفرمایا :

یاابابکر ان الله اعطانی ثواب من آمن لی منذخلق آدم الی ان بعثنی ، وان الله اعطاک یا ابابکر ثواب من آمن بی منذ بعثنی الی ان تقوم الساعة

اے ابوبکر! آدم علیہ السلام سے لے کر میری بعثت تک جوکوئی بھی مجھ پر ایمان لایا ہر ایک کا ثواب اللہ تعالی مجھے پہنچائے گا اور اے ابوبکر! میری بعثت سے تا قیامت تمام ایمان داروں کا ثواب تمہیں ملے گا۔

(تاریخ بغداد، ج4،ص252)

امام بیہقی کی شعب الایمان میں حدیث پاک ہے:

عن هزیل بن شرحبیل قال :قال عمر بن الخطاب رضی الله عنه لو وزن إیمان أبی بکر بإیمان أهل الأرض لرجح بهم

حضرت ہزیل بن شرحبیل رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے ارشاد فرمایا: اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے ایمان کو اہل زمین کے ایمان سے وزن کیا جائے تو ضرور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی ان تمام پر غالب آجائیں گے۔

(شعب الایمان، باب القول فی زیادة الإیمان ونقصانه، وتفاضل أهل الإیمان فی إیمانهم، حدیث نمبر35:)

صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کا ایثار وقربانی

برادران اسلام! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی جامع الکمالات شخصیت جس طرح میدان عمل میں پیش پیش ومقدم رہی اسی طرح دیگر احوال وکیفیات میں آپ کی کوئی نظیر ومثال نہیں آپ نے اللہ تعالی اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اپنے جذبۂ عقیدت کا جس طرح اظہار کیا؛ اسے بجالانا اور اس پر عمل کرنا تو درکنار اسے اپنے وہم وگمان میں بھی نہیں لایا جاسکتا، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کسی معاملہ میں سبقت نہیں کرسکتا ،چنانچہ صحاح ستہ میں حدیث پاک ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ روایت فرماتے ہیں: حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے حکم فرمایا، اتفاق ایسا ہوا کہ اس وقت میرے پاس کافی مال تھا، میں سوچنے لگا کہ آج میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے سبقت کرجاؤنگا،اس ارادہ سے میں نے اپنا آدھا مال بارگاہ رسالت میں پیش کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے پاس جو کچھ تھا وہ سب بارگاہ نبوی میں پیش کردیا، چنانچہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر! گھر والوں کے لئے کیا چھوڑآئے ہو؟ تو میں نے عرض کیا: آدھا مال چھوڑ آیا ہوں، پھر حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے ارشاد فرمایا: آپ اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑآئے ہو؟ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا:

أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ — میں ان کے لئے اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم
قُلْتُ وَاللّٰهِ لاَ أَسْبِقُهُ — کو چھوڑ آیا ہوں، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا — :میں کہنے لگا، خدا کی قسم! میں ان سے کسی چیز میں آگے نہیں بڑھ سکتا۔

(جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی بکر وعمر، حدیث نمبر:4038، سنن ابی داود، کتاب الزکوۃ، باب فی الرخصۃ فی ذلک......حدیث نمبر:1680 المستدرک علی الصحیحین، کتاب الزکوۃ، حدیث نمبر:1457)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ صرف اپنے جذبۂ عقیدت کا اظہار کیا، بلکہ امت کو یہ پیغام دیا اوراس بات کا اعلان کردیا کہ گھر میں مال ودولت ختم ہوجائے تو کوئی بات نہیں، ہم دربار رسول کے دربان ہیں، ہماری دیکھ بھال ونگرانی، حبیب خدا کی نظرعنایت اورکرم نوازی پر ہے، دنیوی مال ودولت ہو یا اشیاء خورد ونوش سب کچھ اسی داتا کی مملکت سے ملتا ہے ۔

پروانے کو چراغ ہے، بلبل کو پھول بس — صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

چنانچہ آپ نے حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام سے عرض کیا کہ سارا مال آپ کی خدمت میں حاضر ہے اور گھر میں اللہ تعالیٰ اوراس کے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو چھوڑ کر آیا ہوں، جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی یہ عقیدت دیکھی تو کہدیا کہ میں کسی معاملہ میں آپ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔

فرش زمیں پر صحابۂ کرام آپ کی سخاوت وقربانیوں کا تذکرہ کرتے رہے اور عرش بریں پر رب العالمین نے خود ملائکہ کے درمیان آپ کے جذبۂ ایثار پر اپنی خوشنودی کا اعلان فرمایا، چنانچہ تفسیر قرطبی میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے

روایت مذکور ہے:

وعن ابن عمر قال كنت عند النبى صلى الله عليه وسلم وعنده أبو بكر وعليه عباء ة قد خللها فى صدره بخلال فنزل جبريل فقال :يا نبى الله !ما لى أرى أبا بكر عليه عباء ة قد خللها فى صدره بخلال ؟ فقال " :قد أنفق على ماله قبل الفتح "قال :فإن الله يقول لک اقرأ على أبى بكر السلام وقل له أراض أنت فى فقرک هذا أم ساخط ؟ فقال رسول صلى الله عليه وسلم " :يا أبا بكر إن الله عز وجل يقرأ عليک السلام ويقول أراض أنت فى فقرک هذا أم ساخط "؟ فقال أبو بكر : أأسخط "على ربى ؟ إنى عن ربى لراض !إنى عن ربى لراض !إنى عن ربى لراض !قال " :فإن الله يقول لک قد رضيت عنک كما أنت عنى راض "فبكى أبو بكر فقال جبريل عليه السلام :والذى بعثک يا محمد بالحق ، لقد تخللت حملة العرش بالعبى منذ تخلل صاحبک هذا بالعباء ة - حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال ومتاع راہ خدا میں خرچ کرنے کے بعد ایک پیوند زدہ عباء پہن کر حاضر بارگاہ ہوئے جس میں گنڈیوں کی جگہ کانٹے لگے ہوئے تھے، اسی لمحہ طائر سدرہ جبریل امین پیغام خداوندی لے کر حاضر ہوئے اورعرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ صدیق اکبر کو سلام فرماتا ہے ،آپ اُن سے دریافت کریں کہ وہ اس فقر کی حالت میں اپنے رب سے راضی ہیں کہ نہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب حضرت صدیق سے فرمایا تو آپ بے اختیار رو پڑے اور کہنے لگے میں اپنے رب سے ناراض کیسے ہوسکتا ہوں؟ بے شک میں

اپنے رب سے راضی ہوں ،اس کو تین بار دہراتے رہے ۔حضرت جبریل نے عرض کیا : حضور ! بیشک اللہ تعالی فرماتا ہے؛ میں اُن سے راضی ہو چکا ہوں جس طرح وہ مجھ سے راضی ہے۔اور اللہ کے حکم سے تمام حاملین عرش بھی وہی لباس پہنے ہوئے ہیں جو آپ کے صدیق نے پہنا۔

(تفسیر قرطبی،سورۃ الحدید،آیت نمبر 10)

حضرات !اللہ تعالی اور حبیب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عقیدت کے معاملہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کا یہ عالم تھا کہ دوسرے صحابہ اس فضیلت کو نہ پا سکے،حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے آپ کی مضبوط وابستگی اور کامل عقیدت کا اندازہ اس حدیث پاک سے بھی لگایا جاسکتا ہے جو صحیح بخاری شریف میں مروی ہے: واقعہ یوں ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم صلح کے ایک معاملہ میں قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے پاس تشریف لے گئے،اس دوران نماز کا وقت آ گیا،مؤذن رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور امامت کرنے کے لئے گزارش کی، چنانچہ اقامت کہی گئی اور آپ امامت کرنے لگے،اسی اثنا میں رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف فرما ہوئے آپ کی نماز کا یہ حال تھا کہ کسی طرف متوجہ نہیں ہوتے، صحابۂ کرام آپ کو حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آمد کا احساس دلانے لگے، بالآخر آپ متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہو چکے ہیں ،فوراً مصلے سے پیچھے ہٹے اور صف میں شامل ہوگئے ،حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آپ کو امامت کا حکم بھی فرمایا! لیکن آپ پیچھے ہٹ گئے ، پھر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے امامت فرمائی ،نماز مکمل ہونے کے بعد حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ . فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا كَانَ لابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم.

ترجمہ: اے ابوبکر ! میرے حکم دینے کے باوجود تمہیں اپنی جگہ قائم رہنے سے کس چیز نے روکا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ابوقحافہ کے بیٹے کی کیا مجال کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آگے نماز ادا کر سکے۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب من دخل لیؤم الناس،حدیث نمبر:684)

حضرات ! صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نماز میں نہ صرف غیر خدا کا خیال لایا بلکہ عین حالت نماز میں حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا، ادب بجالایا، پیچھے ہٹ گئے ،اور پوچھنے پر عرض کیا کہ بات کچھ اور نہیں تھی ،میرے ادب نے گوارا نہ کیا کہ امام الانبیاء کے آگے نماز پڑھ سکوں ، نہ ہی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے اس عمل پر نکیر فرمائی اور نہ آپ کے اس جذبۂ عقیدت کو ناپسند کیا گویا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے عملی طور پر امت کو یہ پیغام دیا کہ عبادتوں میں کمال عقیدت اور عنصر ادب کو شامل رکھنا ہی قبولیت عمل کی دلیل ہے۔

خیر البشر بعد از انبیاء

برادران اسلام ! عقائد، عبادات اور معاملات ،حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے جس گوشہ پر نظر ڈالی جائے ،اور جس پہلو کو دیکھا جائے آپ فضل وکمال کی بلندیوں پر فائز ہیں اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ سب صحابۂ کرام آپ کے فضائل وکمالات کے معترف تھے اور آپ کی عظمت کا اظہار بھی فرمایا کرتے تھے، چنانچہ اس پر مولائے کائنات حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد شاہد ہے:

عَنْ أَبِی جُحَیْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَلِیًّا یَقُولُ أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِخَیْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا أَبُو بَكْرٍ .

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فرماتے ہوئے سنا: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے بہتر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

(مسند الامام احمد، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر:845۔ مصنف ابن ابی شیبة، ج7،ص475)

چنانچہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وصال باکمال کی کیفیات شروع ہوئیں تو حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی میں امامت کا حکم فرمایا، اس وقت آپ نے سترہ (17) نمازوں کی امامت فرمائی۔

خلافت صدیقی پر تمام صحابہ کرام کا اتفاق

وصال نبوی کے بعد جب خلافت کا مسئلہ درپیش ہوا تو مہاجرین وانصار تمام صحابہ کرام نے متفقہ طور پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کو خلیفۃ المسلمین منتخب کیا اور آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔

اس تفصیل کو علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی علیہ الرحمہ نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے یوں نقل کیا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

فایکم تطیب نفسه ان یزیله عن مقام اقامه فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالوا كلهم : کلنا لا تطیب انفسنا نستغفر الله .

ترجمہ: تم میں وہ کون ہے، جو یہ چاہتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس مقام سے ہٹادے، جس پر انہیں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فائز فرمایا تو تمام صحابہ کرام نے کہا: اللہ معاف کرے! ہم میں کوئی اس بات کو گوارا نہیں کرسکتا۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: مہاجرین کے ساتھ

انصاری صحابہ کرام نے بھی آپ کی خلافت پر اتفاق کیا اور سبھوں نے بیعت کی، جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سرفہرست ہیں۔

اور قابل اعتبار روایات میں یہ بات بھی آئی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیعت لینے کے بعد تین دن تک مسلسل لوگوں سے ملاقات کرنے لگے اور ان سے کہتے کہ لوگو! کیا تم نے بیعت کرلی ہے؟ اگر اس میں کوئی رکاوٹ ہو تو وہ بیعت سے دستبردار ہوجائے!، تو صحابہ کرام میں سب سے پہلے حضرت مولائے کائنات سیدنا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کہنے لگے، جیسا کہ روایت ہے:

فیقوم علی رضی الله عنه فی اوائل الناس یقول : لا نقیلک ولا نستقیلک ابداً قدمک رسول الله صلی الله علیه وسلم فمن یؤخرک .

تو لوگوں میں سب سے پہلے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کہنے لگے: نہ ہم بیعت توڑیں گے اور نہ کبھی اس کا مطالبہ کریں گے، کون آپ کو نظر انداز کرسکتا ہے جبکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مقدم کیا ہے۔

جنگ جمل کے بعد حضرت عبداللہ بن الکواء نے حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے دریافت کیا کہ خلافت سے متعلق کیا آپ کو حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ فرمایا تھا، تو آپ نے ارشاد فرمایا:

نظرنا فی امرنا فاذا الصلوٰۃ عضدالاسلام فرضینا لدنیانا بمارضی الله ورسوله لدیننا فولینا الامر ابابکر . ہم نے خلافت کے معاملہ میں غور وفکر کیا، یہ بات آشکار ہوئی کہ نماز اسلام کا اہم ستون ہے، (جس کی امامت کے وہ حقدار ٹھہرے) گویا اللہ تعالی اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے معاملہ میں ان سے اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا، لہذا ہم نے دنیوی معاملات کے لئے انہیں قبول کرلیا اور خلافت کا معاملہ ان کے سپرد کردیا۔ (الاسالیب البدیعۃ مع شواہد الحق، ص356)

وصال مبارک

حضرات! سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دو سال سات ماہ مسند خلافت پر جلوہ فرما رہے۔(تاریخ الخلفاء، ابوبکر الصدیق)

آپ کا وصال مبارک شہر مدینہ منورہ میں مغرب وعشاء کے درمیان 22 جمادی الاخری 13 ھ میں ہوا، اُس وقت آپ کی عمر شریف ترسٹھ سال تھی۔

آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ آپ کے جنازہ کو دربار رسالت پر لانا اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کرنا، حکم ملے تو آپ کے روضہ مبارک میں دفن کرنا، ورنہ بقیع شریف میں دفن کردینا چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو کفنا کر دربار نبوی میں لے جایا گیا، جیسا کہ تفسیر رازی میں ہے :

أما أبو بكر رضى الله عنه فمن كراماته أنه لما حملت جنازته إلى باب قبر النبى صلى الله عليه وسلم ونودى السلام عليك يا رسول الله هذا أبو بكر بالباب فإذا الباب قد انفتح وإذا بهاتف يهتف من القبر ادخلوا الحبيب إلى الحبيب .

اب رہی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کی ہستی تو یہ آپ کی کرامت ہے کہ جب آپ کا جنازہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کے سامنے رکھ کر عرض کیا گیا، یارسول اللہ! یہ ابوبکر حاضر ہیں، یکا یک خود بخود دروازہ کھلا اور سبھوں نے اندر سے یہ آواز سنی کہ : حبیب کو حبیب کے پاس لے آؤ! (تفسیر کبیر، تفسیر نیشاپوری، تفسیر رازی ،سورۃ الکہف، آیت نمبر:9)

یہ سن کر حاضرین نے آپ کو حجرۂ مبارک کے اندر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کیا۔جیسے آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار رہے، اسی طرح آپ کو یار مزار ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

اللہ تعالی ہمیں عقائد حقہ کو مضبوطی سے تھامنے اور اعمال صالحہ کو اپنانے کی توفیق

عطا فرمائے اور صداقت صدیقی کی برکت سے ہمیں بھی صداقت وامانت کا خوگر بنائے!

آمِيْن بِجَاهِ سَيِّدِنَا طٰهٰ وَيٰسٓ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى وَبَارَكَ وَسَلَّمَ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

❁❁❁❁❁

خلافت صدیق کا عہد زریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنَ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّھُمْ وَتَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا مَنْ یَرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِینِهِ فَسَوْفَ یَأْتِی اللَّهُ بِقَوْمٍ یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِینَ أَعِزَّةٍ عَلَی الْکٰفِرِینَ یُجَاهِدُونَ فِی سَبِیلِ اللَّهِ وَلَا یَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذٰلِکَ فَضْلُ اللَّهِ یُؤْتِیهِ مَنْ یَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ . ترجمہ:اے ایمان والو ! تم میں سے جو کوئی ایمان سے پھر جائے گا تو اللہ تعالی ایسے افراد کو پیدا کرے گا جنہیں اللہ تعالی دوست رکھتا ہوگا اور وہ اس کو دوست رکھتے ہوں گے، وہ مسلمانوں کے حق میں نرم دل ہوں گے اور انکار کرنے والوں کے مقابلہ میں سخت ہوں گے، وہ اللہ تعالی کی راہ میں مجاہدہ کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے، یہ اللہ تعالی کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے، اور اللہ تعالی بڑی وسعت رکھنے والا جاننے والا ہے-(سورۃ المائدۃ-54)

برادران اسلام! اس آیت مبارکہ میں ان لوگوں کی سرزنش کی گئی ہے جو دین سے پھر گئے اور مرتد ہوگئے، اور اس طرح ان کی تنبیہ کی گئی کہ اگر تم اسلام سے منہ پھیرلو اور اس کی غلامی کا پٹہ اپنی گردن سے نکال دو تو یاد رکھو! دین کو تمہاری ضرورت نہیں، تم یہ نہ

سمجھنا کہ تمہارے مسلمان رہنے سے اسلام باقی رہے گا، ورنہ مٹ جائے گا، نہیں، ایسا ہرگز نہیں! بلکہ اللہ تعالی تمہاری تنبیہ کے لئے اپنے مخصوص بندوں کو ظاہر فرمائے گا، ان کی صفات کیا ہونگیں، وہ کیسی اعلی شان کے مالک ہوں گے اور بلند مراتب پر فائز ہونگے، اس کو اس طرح بیان کیا گیا :(1)ان کا مقام یہ ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں،(2)دوسری صفت یہ ہے کہ وہ حق تعالیٰ سے بہت زیادہ محبت رکھتے ہیں ،(3)مومنین پر مہربان ہونگے ،(4)دشمنان خدا پر غالب رہیں گے،(5)راہ خدا میں نفس ، شیطان اور دشمنان اسلام سے مقابلہ کرتے ہیں، اور(6)حق پر اس طرح قائم رہیں گے کہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف نہیں کرتے۔

مذکورہ آیت کریمہ کے تحت اگرچہ کہ تمام کامل الایمان ہستیاں شامل ہیں مگر اس آیت کا سبب نزول خاص ہے، چنانچہ جس برگزیدہ شخصیت کے اوصاف اور کمالات اس آیت پاک میں بیان کئے گئے ہیں وہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکت ہے۔(ازالۃ الخفاء، ج1 ص86)

کیونکہ اس آیت کریمہ میں دین سے پھرنے والوں کی سرکوبی کرنے والی جس جماعت کی بشارت دی گئی اس کے امیر وسالار حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، آپ کے دور خلافت میں آپ ہی کی ترغیب وتحریک پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مرتدوں اور مانعین زکوۃ سے مقابلہ کے لئے تیاری کی اور انہیں خلیفۂ اول کی طاعت کی برکت سے فلاح وکامیابی حاصل ہوئی۔

مانعین زکوٰۃ کی سرکوبی

افضل البشر بعد از انبیاء، امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سب سے بڑھ کر علم وتقوی، اور خوف الہی کی منزل پر فائز ہیں، جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں ہے: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: كَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا (صحیح البخاری، باب الخوخۃ والممر، حدیث نمبر:466)

استقلال اور استقامت فی الدین میں آپ کی مثال پہاڑ جیسی ہے، اہل زمانہ ومعاصرین جس معاملہ کی تہ تک نہ پہنچتے آپ اپنی فراست باطنی سے اس کے انجام کا مشاہدہ فرما لیتے، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وصال اقدس کے بعد چند قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو آپ نے فوراً اس فتنہ کے انسداد کیلئے کمر ہمت باندھ لی، بعض صحابہ کرام نے عرض کیا زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والوں کو فی الحال چھوڑ دیا جائے اور ان سے مقابلہ کرنا کس طرح جائز ہوسکتا ہے جبکہ وہ کلمہ گو ہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

وَاللَّهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهِ فَقَالَ عُمَرُ فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللَّهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

خدا کی قسم! اگر کوئی نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرتا ہے تو میں ضرور اس سے مقابلہ کرونگا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! میں نے دیکھا کہ اللہ تعالی نے حضرت ابوبکر کا شرح صدر فرمایا، پھر میں پہچان گیا کہ یہی حق ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الاعتصام، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر:7285)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شجاعت ودلیری

حضور اکرم سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عہد بارونق میں جب کوئی مصیبت آتی اور اہلیان مدینہ منورہ پریشان ومتفکر ہوتے تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس مصیبت کا خاتمہ فرماتے، اسی متابعت اور پیروی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ، قوم کے نگران ومددگار کی حیثیت سے لوگوں کے غم کا مداوا کرتے، تن تنہا مقابلہ کے لئے تیار ہوجاتے اور قوم پر آنے والی مصیبت کا ازالہ فرماتے، اور مشکلات کے بھنور سے انہیں نجات دلانے کے لئے بروقت کمربستہ ہوجاتے لیکن صحابہ کرام آپ کی اس طرح زحمت کو گوارا نہیں کرتے تاکہ کوئی ناخوش گوار حادثہ رونما ہوجائے اور آپ کی اس بلند ہمتی وپیش رفتی، شجاعت ودلیری کو دیکھ کر صحابۂ کرام یہ عرض کرتے کہ

اے امیر المؤمنین ! آپ کی ذات سے ہم کو محروم نہ کیجئے آپ کا وجود باجود، رونق آرائے بزم دنیا نہ ہوتو اسلام کا نظام باقی نہیں رہیگا، چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

لما برز ابوبکر واستوی علی راحلته اخذ علی بن ابی طالب بزمامها وقال الی این یا خلیفة رسول الله اقول لک ماقال لک رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم احد شم سیفک ولاتفجعنا بنفسک وارجع الی المدینة فوالله لئن فجعنا بک لا یکون للاسلام نظام ابدا.

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر تشریف لاکر اپنی سواری پر سوار ہوئے، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سواری کی نکیل تھام کر کہا: اے خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کہاں تشریف لے جارہے ہیں؟ غزوۂ احد کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے جو فرمایا میں بھی وہی عرض کرتا ہوں، اپنی تلوار میان میں رکھ لیجئے، آپ کی ذات سے محروم کرکے ہمیں مصیبت میں مت ڈالئے، اور مدینہ شریف واپس آیئے، خدا کی قسم! اگر ہم پر آپ کے فراق کی مصیبت آئے تو کبھی اسلام کا کوئی نظام نہیں رہے گا۔

(دارقطنی، تاریخ الخلفاء ص75 فصل فیما وقع من خلافتہ)

حیات صدیقی، شاہان عالم کے لئے مشعل ہدایت

سابقہ زمانہ میں شاہان وقت کے پاس بے حساب خزانے ہوا کرتے، کسی ضرورت کے سبب اور مملکتی لڑائیوں کی وجہ خزانے خالی ہوجاتے تو عوام ورعایا کے مال ودولت سے ان خزانوں کو پر کیا جاتا اور ان کی زمینوں پر قبضہ کرکے شاہی نقصان کی

پابجائی کی جاتی، غربت کے مارے انسانوں کو نہ جان ومال کا تحفظ ملتا اور نہ انہیں عزت وآبرو کی ضمانت دی جاتی، گذشتہ ادوار میں بادشاہ حقوق چھین لیا کرتے تھے اور آپ امیر المؤمنین ہونے کے باوجود آپ کی انکساری وتواضع کا یہ عالم تھا کہ آپ کے گذارے کا خرچ اور روزینہ آپ کے ماتحت حضرات کی جانب سے مقرر ہوا اور آپ نے بلاکسی تامل اسے قبول فرمالیا، اور جس دن آپ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اس کے دوسرے دن صبح کپڑوں کا گٹھہ لے کر تجارت کی غرض سے بازار کی طرف نکلے تا کہ حسب سابق اسے فروخت کرکے ضروریات زندگی کا انتظام کرسکیں، جیسا کہ تاریخ الخلفاء میں حضرت عطا ابن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال لما بویع ابوبکر اصبح وعلی ساعده ابراد وهوذاهب الی السوق فقال عمر این ترید قال الی السوق قال تصنع ماذا وقد ولیت امر المسلمین قال فمن این اطعم عیالی فقال انطلق یفرض لک

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کی گئی تو صبح آپ اپنے بازو پر کپڑوں کا گٹھہ اٹھائے بازار کی طرف تشریف لئے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: کہاں تشریف لے جارہے ہیں؟ آپ نے فرمایا بازار کی طرف، حضرت عمر نے کہا آپ امیر المومنین ہیں بازار میں کیا کرینگے، آپ نے فرمایا اگر ایسا ہے تو میں اپنے اہل وعیال کو کہاں سے کھلاؤنگا؟ حضرت عمر نے کہا تشریف لے چلیں،

ابو عبیدۃ فانطلقا الی ابی عبیدۃ قال افرض لک قوت رجل من المهاجرین لیس بافضلهم ولا اوکسهم وکسوۃ الشتاء والصیف اذا اخلقت شیئا رددته واخذت غیره ففرضا له کل یوم نصف شاۃ.

حضرت ابوعبیدہ آپ کے لئے وظیفہ مقرر کرینگے ، پھر دونوں حضرات ، ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے ،توانہوں نے کہا میں آپ کے لئے ایک مہاجر صحابی کے ایک دن کی غذا کی مقدار وظیفہ مقرر کرتا ہوں نہ اس سے زیادہ اور نہ کم اور موسم سرما وگرما کا لباس بھی ، جب وہ لباس زیادہ مستعمل ہوتو آپ اس کو واپس کردیں اوراس کی جگہ دوسرا حاصل فرمائیں،تو ان دونوں حضرات نے آپ کے لئے روزانہ آدھی بکری کا اہتمام کردیا۔

(تاریخ الخلفاء،ص78 فصل فیماوقع من خلافتہ)

خلافت صدیقی کا سنہرا دور

حضرات! سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کی مختصر مدت ''دوسال سات مہینے'' میں جوعظیم کارنامے انجام دئے ہیں،اس کی مثال نہیں ملتی ،ایک طرف فتنے سراٹھارہے تھے اورقوانین اسلام پر حرف لگائے جارہے تھے تو دوسری جانب اہل اسلام کے سامنے نئے حوادث اور ایسے جدید مسائل پیش آرہے تھے،جن کوحل کرنے کے لئے کتاب وسنت میں کوئی حکم صریح نہیں ملتا تھا،حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان مسائل کوایسی احادیث کریمہ کی روشنی میں حل فرمایا جن کا ذخیرہ صرف آپ کے پاس تھا۔اس طرح آپ نے خلافت اسلام کے وہ آئینی نقوش چھوڑے ہیں،جن کی

بنیاد پر قیام قیامت تک کے لئے خلافت اسلامی وحکومت دینی کا عالی شان قلعہ تعمیر کیا گیا ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وصال اقدس کے بعد تدفین سے متعلق صحابہ کرام کی آراء مختلف ہوئیں ،سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحبِ قولِ فیصل بن کر تشریف لائے اور یہ فیصلہ فرمادیا کہ انبیاء کرام کا وصال جس جگہ ہوتا ہے ان کا روضۂ اقدس اور آرام گاہ وہی جگہ ہوتی ہے،جیسا کہ ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

قالوا این یدفن النبی صلی الله علیه وسلم فما وجدنا عنداحد من ذلک علما فقال ابوبکر سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول مامن نبی یقبض الا دفن تحت مضجعه الذی مات فیه .

صحابۂ کرام نے پوچھا روضۂ منور کہاں بنایا جائے ،ہم میں سے کسی کے پاس اس بات کا کوئی علم نہیں تھا ، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جس نبی کا بھی وصال ہوا ان کا روضہ وہیں بنایا گیا جہاں ان کا وصال ہوا۔

(تاریخ الخلفاء،ص73 فصل فیما وقع من خلافتہ ۔ دلائل النبوۃ للبیہقی ، جماع ابواب مرض رسول اللہ،حدیث نمبر:3234)

برادران اسلام! مذکورہ احادیث شریفہ سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دور خلافت میں خارجی فتنوں کا سد باب کیا اور ساتھ ہی ساتھ داخلی اختلاف رائے کو اپنے علم کی نہر سے سیراب کرکے ٹھنڈا کردیا ، کیونکہ آپ علوم نبوی کا

سرچشمہ ہیں، اسی لئے فن تاریخ کے علماء اعلام نے فرمایا:

وھذہ سنۃ تفرد بھا الصدیق من بین المھاجرین والانصار ورجعوا الیہ فیھا.

مذکورہ واقعہ سے ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ احادیث جانتے ہیں جس میں کوئی صحابی چاہے مہاجر ہوں یا انصار شریک نہیں اور اس طرح کے ہر معاملہ میں صحابہ کرام نے آپ ہی کو اپنا مرجع بنالیا۔

(تاریخ الخلفاء،ص73 فصل فیما وقع من خلافتہ)

خلافت صدیقی،تقویتِ اسلام کا ذریعہ

حضرات! ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ بنیاد جتنی مضبوط ہوتی ہے عمارت کا قیام وپختگی بھی ویسی ہی ہوتی ہے، حق تعالیٰ نے اس دین کو ہمیشہ باقی رکھنے کا وعدہ فرمایا اور اس کی بنیادوں کو بے حد مستحکم فرمایا اور خلافت صدیقی کی بنیاد کو اپنے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے منشا کے مطابق قائم فرمایا کیونکہ نبوت کے بعد سب سے اعلی مرتبہ خلافت براصول نبوت ہے، اور انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ہے لہذا بعد نبوت سب سے اعلی مرتبہ کے لئے بعد از انبیاء سب سے اعلی ذات کا انتخاب کیا گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت، اولین خلافت اور دین اسلام کی اساس وبنیاد پر قائم رہی، آپ نے خلافت کے جو اصول بنائے اور دستور تیار فرمایا، اسی پر دین اسلام کی اشاعت کا دار ومدار ہے، آپ کی خلافت، اولین نہ ہوتی تو حق تعالیٰ کی عبادت سے روئے زمین خالی ہوجاتی جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ فرماتے ہیں:

والذی لا الہ الاھو لولا ان ابابکر استخلف ماعبداللہ ثم قال الثانیۃ ثم قال الثالثۃ.

اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اگر خلیفہ نہ بنائے جاتے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس شان سے نہ کی جاتی، آپ نے ان کلمات کو تین مرتبہ کہا۔

(جامع الاحادیث، مسند ابی بکر، حدیث نمبر:27940۔ کنز العمال، فی خلافۃ الخلفاء، حدیث نمبر:14066۔ تاریخ الخلفاء،ص74 فصل فیما وقع من خلافتہ)

عہد صدیقی اور فتنوں کی سرکوبی

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مسند خلافت پر رونق افروز ہوتے ہی کئی فتنے بھڑک اٹھے، ان میں تین فتنے بڑی قوت کے ساتھ ابھرآئے (1) فتنہ ارتداد (2) فتنۂ مانعین زکوٰۃ (3) فتنۂ مدعیان نبوت۔

اگر ان فتنوں کی آگ بروقت نہ بجھائی جاتی تو تمام عالم اسلام اس کی لپیٹ میں آجاتا، خاص طور پر نبوت کے جھوٹے دعویداروں کا خاتمہ اور ان کا زور ختم کرنا اس وقت نہایت ضروری تھا، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسلمانان عالم پر عظیم احسان فرمایا کہ ان جھوٹے دعویداروں کے خاتمہ اور ان کی سرکوبی کے لئے فوجی افسر مقرر فرمائے اور انہیں مختلف علاقوں کی طرف روانہ فرمایا اور اعلانیہ مرحمت فرمایا کہ معرکہ سے پہلے باغیوں اور مرتدوں کو یہ سنادیا جائے کہ وہ راہ راست پر آجائیں تو ٹھیک ہے! ورنہ ان سے مقابلہ کیا جائے، آپ نے جو اعلانیہ پڑھ کر سنانے کا حکم فرمایا تھا اس کا کچھ حصہ

سماعت فرمائیں!

وقد بلغني رجوع من رجع منكم عن دينه بعد ان اقر بالاسلام وعمل به اغترارا بالله وجهلة بامره واجابة للشيطان ....واني بعثت اليكم فلانافي جيش من المهاجرين والانصار والتابعين باحسان وامرته ان لايقاتل احدا ويقتله حتى يدعوه الى داعية الله فمن استجاب له واقروكف وعمل صالحاً قبل منه اعانه عليه ومن ابى امرت ان يقاتله على ذلك.

تم میں جو لوگ اسلام قبول کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے فریب کرتے ہوئے، جہالت کو اپناتے ہوئے، شیطان کی پیروی میں دین حق سے پھر گئے، مجھے اس امر کی خبر پہنچ چکی ہے، میں نے مہاجرین وانصار اور تابعین ذی احسان کے لشکر کے ساتھ فلاں کو بھیجا ہے اور انہیں یہ حکم دیا ہے کہ جب تک اسلام کی دعوت نہ دے، نہ کسی سے لڑے اور نہ کسی کو قتل کرے، جو میرے قاصد کی دعوت پر لبیک کہے اور اقرار کرے، بے دینی سے باز آجائے اور نیک عمل کرے تو وہ اس کے قول وعمل کو قبول کرے، اس کی مدد کرے اور جو انکار کرے اس سے بے دین ہونے کی وجہ سے مقابلہ کرے۔

(تاریخ الطبری، ج2ص481)

اُس دور میں نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والوں میں مسیلمہ کذّاب، اسود عنسی، طلیحہ اسدی، سجاح بنت حارث وغیرہ ہیں۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منصوبہ بند طور پر ان کی سازشوں کو ناکام بنادیا اور مسلمانوں کو ان کے دجل وفریب کے دلدل سے نجات دلائی، اس میں پھنسنے سے بچالیا اوران کے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کا ساماں کردیا۔

غرباء کی نصرت وحمایت

برادران اسلام! عموما کسی حاکم، امیر یا بادشاہ کی توجہ ملک کی ترقی، دشمن سے حفاظت کی تدابیر، معاشی بحران کے تدارک وغیرہ پر رہتی ہے، لیکن رعایا میں سے ہر شخص کی معیشت کا حال جاننا، اس کا تعاون کرنا اور اس کام کے لئے گلی، کوچوں میں حالت بدل کر گشت کرنا، حاکموں وامراء کی تاریخ میں کہیں نہیں سنا گیا، مگر نائب مصطفیٰ، صاحب صدق وصفا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اعمال میں غرباء پروری، فاقہ کشوں کی چارہ سازی، مریضوں کی عیادت وغیرہ کا خاص عنصر پایا جاتا ہے، آپ بدحال وغمزدہ انسانوں کی پوشیدہ طور پر نصرت فرماتے، خود ان لوگوں کو معلوم نہ ہوتا تھا کہ ہماری مدد کرنے والی یہ ذات گرامی امیر المومنین ہیں جیسا کہ حضرت ابوصالح غفاری رحمہ اللہ سے روایت ہے،

ان عمر بن الخطاب رضی الله عنه کا ن یتعاهدعجوزا کبیرة عمیاء فی حواشی المدینة من اللیل فیستسقی لها ویقوم بامرها وکان اذاجاء ها وجدغیره قدسبقه الیها فاصلح ماارادت فجاء ها غیرمرة فلا یسبق الیها فرصده عمر فاذاهوبابی بکر الصدیق رضی الله عنهما الذی یاتیها وهوخلیفة فقال عمر انت هو لعمری

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر رات کے وقت اک ضعیف العمر نابینا خاتون کے پاس تشریف لے جاتے جو مدینہ منورہ کے مضافات میں رہتی تھیں ، اور ان کے لئے کھانے کا اہتمام کرتے اوران کے دیگر کام انجام دیتے، مگر جب بھی اس ارادہ سے آتے تو محسوس کرتے کہ کسی نے ان کاموں کو پہلے انجام دیا ہے ، پھر وہ ضعیف خاتون کے مزید کچھ کام کر دیتے، حضرت عمر نے کئی بار کوشش کی کہ پہلے آئیں مگر نہ آسکے، چنانچہ ایک بار راستہ میں دیکھتے ہوئے بیٹھے کہ کون آتا ہے اچانک امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پرنظر پڑی جو وہاں آتے تھے باوجود یہ کہ آپ مسلمانوں کے خلیفہ ہیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: میری جان قربان! وہ آپ ہی ہیں (جو ان خدمات کوانجام دیا کرتے تھے)۔

(تاریخ الخلفاء، فصل فی نبذمن حلمہ وتواضعہ)

بیت المال میں آئے خزانوں کی رعایا میں فوراً تقسیم

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اعلاء کلمۃ الحق اوراسلام کی سربلندی کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کیا ابتداء اسلام سے ہی آپ کے انفاق فی سبیل اللہ اور جود وسخا کی

کوئی مثال نہیں ملتی، آپ کے عہد خلافت میں دریائے سخاوت خوب ٹھاٹیں مارنے لگا، جب مال غنیمت وغیرہ آتا تو آپ اس کو بیت المال کی زینت بنا کر نہیں رکھتے تھے اور نہ آپ کو ذخیرہ اندوزی پسند تھی، چنانچہ اس مال سے پہلے تو امور مملکت کی ضروریات پوری فرماتے پھر غرباء، فقراء، محتاجوں اور تنگدستوں میں ضروری اشیاء تقسیم فرماتے ، اور سب میں مال کو مساوات وبرابری کے ساتھ تقسیم فرماتے اوراس میں غلام، آزاد، مردوعورت کا امتیاز ہرگز باقی نہ رکھتے۔(ملخص از الطبقات الکبری لابن سعد، ذکر وصیۃ ابی بکر، ج3،ص213)

خدمت خلق کا جذبہ اور شان تواضع

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقوق اللہ کی ادائیگی میں ہمہ تن مصروف رہنے کے باوجود، بندوں کے حقوق پورا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑتے بلکہ جن کے حقوق آپ پر لازم نہ تھے بطور بندہ پروری ان کو بھی ادا فرماتے ، آپ کی یہ شان ایسی استقامت پذیر تھی کہ جو معمول عہد خلافت سے پہلے تھا، خلافت کو زینت بخشنے کے بعد بھی اس میں رتی برابر فرق نہ آیا۔

آپ کے معمولات شریفہ میں یہ بھی تھا کہ قبیلہ کی بکریوں کا دودھ دوہ کر دیا کرتے تھے اوراس معمول میں خلافت کے بعد کوئی فرق نہ آیا۔

وكان يحلب للحي اغنامهم	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے قبیلہ کی بکریوں کا
فلما بويع له بالخلافة قالت	دودھ دوہ کر دیتے تھے جب آپ مسند نشین خلافت
جارية من الحي الان لا	ہوئے تو ایک لڑکی نے کہا اب آپ ہمارے لئے
تحلب لنا منائح دارنا	دودھ نہ دوھیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ
فسمعها ابوبكر فقال بلى	سن کر فرمایا میں تمہارے لئے یہ کام ضرور کرونگا میں
لعمري لا حلبنها لكم واني	بس یہ چاہتا ہوں کہ جس مقام پر فائز ہوا ہوں اس کی
لارجوان لا يغير ني مادخلت	وجہ سے میری ان عادات میں تبدیلی نہ آئے جو پہلے
فيه عن خلق كنت عليه	مجھ میں تھیں۔

.(الطبقات الکبری لابن سعد، ذکر بیعۃ ابی بکر، ج3 ص186)

حضرات! بیت المال سے آپ کے لئے جو وظیفہ خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا تھا آپ اس کو بڑی احتیاط سے خرچ کرتے، کبھی بے جا صرف نہ فرماتے، آپ نے اپنے دور خلافت میں بیت المال سے جملہ آٹھ ہزار درھم خرچ کئے تھے یہاں تک کہ وصال اقدس کے وقت آپ نے وصیت فرمائی کہ جتنی رقم خرچ ہوئی اس کے بدلے میرے ترکہ سے آٹھ ہزار درھم بیت المال میں داخل کردئے جائیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بعد والوں کے لئے عمل کا کوئی میدان خالی نہ چھوڑا، آپ کی احتیاط کی انتہا یہ تھی کہ زمانہ ایسی احتیاط اور ایسا عمل پیش کرنے سے عاجز ہے۔

(ملخص از السنن الکبری للبیھقی، کتاب قسم الفئ، باب ما یکون للوالی الاعظم، حدیث نمبر: 12788)

اہل بیت کرام سے تعلق

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اہل بیت کرام کی تعظیم وتکریم کے سلسلہ میں تمام صحابۂ کرام کے لئے نمونہ ہیں، پرچم اسلام کے علمبردار ہوتے ہوئے آپ نے خانوادۂ نبوت کا جو احترام اپنے دل میں رکھا وہ اس واقعہ سے ظاہر ہے:

عن ابن شهاب قال كان	حضرت ابن شہاب سے روایت ہے حضرات ابوبکر وعمر
ابوبكر وعمر في ولايتهما لا	رضی اللہ عنہما اپنے دور خلافت میں جب بھی حضرت
يلقى العباس منهما واحد	عباس رضی اللہ عنہ سے ملتے اگر سوار رہتے تو اتر جاتے
وهو راكب الا نزل عن دابته	اور سواری کو تھام کر حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے
وقادها ومشى مع العباس	ساتھ چلا کرتے یہاں تک کہ انہیں ان کے دولت خانہ
حتى يبلغه منزله فيفارقه.	تک پہنچاتے پھر ان سے رخصت ہوجاتے۔

(جامع الاحادیث، مسند عمر بن الخطاب، حدیث نمبر: 30679۔ کنز العمال، عباس بن المطلب، حدیث نمبر:37332)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایسا ہی تعلق دیگر اہل بیت کرام سے تھا، حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت سے آپ کے خانوادۂ عالیہ سے مکمل وابستگی رکھتے تھے، جب آپ خلافت پر مامور ہوئے تو اہل بیت کرام سے آپ کا وہی تعلق باقی رہا بلکہ آپ نے ان کی طرف خصوصی توجہ فرمائی، جیسا کہ صحیح بخاری شریف وصحیح مسلم شریف میں روایت ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر خطبہ ارشاد فرمایا اور اہل بیت کرام سے اپنے تعلق کا یوں اظہار فرمایا:

وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ ، لَقَرَابَۃُ رَسُولِ اللَّہِ صلی اللہ علیہ وسلم أَحَبُّ إِلَیَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِی	اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے !یقیناً حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابتداری مجھےاس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کروں۔

(صحیح البخاری ، کتاب فضائل الصحابۃ ، باب مناقب قرابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، حدیث نمبر: 3712۔صحیح مسلم،کتاب الجہاد والسیر ،باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانورث ٗ ماترکنا فھوصدقۃ ،حدیث نمبر:4679)

حضرات! میں نے بطور اختصار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے عہد زریں کے واقعات ،آپ کے کارنامے اورفروغ دین میں آپ کی مساعی جمیلہ کا تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کی ،آپ کے اس مبارک تذکرہ کواس دعا پر ختم کرتا ہوں اے اللہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صدیقیت کا واسطہ ہمیں اسلام پر استقامت عطا فرما، ہمارے دلوں کو عشق رسول عظمت صحابہ ومحبت اہل بیت سے معمور فرما اور ہم میں سے ہر ایک کو اپنی اپنی ذمہ داریاں بخوبی پوری کرنے کی توفیق عطا فرما۔

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے
دل مرتضیٰ ٗ سوز صدیق دے

آمِین بِجَاہِ سَیِّدِنَا طٰہٰ وَیٰسٓ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی وَبَارَکَ وَسَلّمَ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

❁❁❁❁❁

حفظان صحت کے شرعی اصول

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنُ، وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنُ، وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنُ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنُ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّھُمْ وَتَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنُ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :یٰۤاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا کُلُوامِنْ طَیِّبٰتِ مَارَزَقْنٰکُمْ وَاشْکُرُوا لِلّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُونَ.(سورۃالبقرۃ: 172)

برادران اسلام !اس آیت کریمہ میں حق تعالیٰ ایمان والوں سے فرماتا ہے کہ اے ایمان والو!پاک وصاف اور اچھی چیزیں کھاؤ! جو ہم نے تمہیں عطا فرمائی ہیں اوراللہ کاشکرادا کرواگرتم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

اس خطاب سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاک اوراچھی چیزیں کھانا چاہئے ٗ اہل ایمان کو اس بات کی تاکید کی گئی۔ جولوگ ایمان والے نہیں اُن کے پاس طیب وخبیث اورحلال وحرام میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا ، جو چیز بھی ان کے زیردست ہوتی ہے وہ لیتے اور استعمال کرتے ہیں، جو چاہتے ہیں کھالیتے ہیں ،جس مشروب کی خواہش ہوتی ہے پی لیتے ہیں،اُنہیں اس کے ناپاک ونجس ہونے کی فکر ہوتی ہےاورنہ نقصان دہ ومضر ہونے کا احساس رہتا ہے ٗ جبکہ اللہ تعالیٰ نے حلال وحرام کو واضح فرمایا اورکھول کر بیان فرمایا، پھر مشتبہات سے اجتناب کرنے کا حکم دیا،ارشادنبوی ہے:

عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ ، وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ .

ترجمہ: حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حلال واضح ہے اور حرام واضح ہے اور جو چیزیں ان کے درمیان ہیں وہ مشتبہ چیزیں ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبرألدینہ، حدیث:52)

قرآن پاک اور احادیث شریفہ میں جن چیزوں کو کھانے اور پینے سے منع کیا گیا ان کے چند مراتب ہیں: حرام، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی وغیرہ۔

اور جن چیزوں سے نہیں روکا گیا وہ بھی چند درجات رکھتے ہیں: حلال، سنت، مستحب اور مباح۔

رب العزت بندوں پر نہایت مہربانی اور بڑا اکرم فرمانے والا ہے، کسی چیز سے منع فرمایا تو اس لئے کہ اس کو کھانے سے انسان کے ظاہر و باطن کو نقصان وضرر ہوتا ہے اور کھانے پینے کی اجازت دی تو ان اشیاء سے نفع اور فائدہ ملتا ہے، الغرض یہ کہ حکمت والے پروردگار کا کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

حضرات! رب کائنات بندوں کو وہی حکم فرماتا ہے جس کی تعمیل پر بندے استطاعت رکھتے ہیں اور جس کو ماننے میں ان کے دینی و دنیوی فوائد رہتے ہیں، اللہ تعالی کا منشا یہ ہے کہ بندوں کو جسمانی صحت و بدنی قوت بخشی جائے، اسی لئے حلال و پاک اشیاء کھانے اور پینے کا حکم دیا، اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حلت وحرمت

کی وجہ اس طرح بیان فرمایا:

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ

ترجمہ: یہ نبی ان کے فائدہ کے لئے پاک چیزیں حلال کرتے ہیں اور انہیں نقصان سے بچانے کے لئے ناپاک اشیاء کو حرام فرماتے ہیں۔

(سورۃ الاعراف:157)

ظاہر ہے کہ اچھی اور پاک چیزیں صحت وقوت کی ضامن ہوا کرتی ہیں اور بری وناپاک اشیاء جسمانی فساد اور بیماری ومرض کا سبب بنتی ہیں۔

صحت جسمانی، اعضاء وجوارح کی قوت وتوانائی، طبیعت میں نشاط وچستی اور امراض سے سلامتی یقیناً خالق کائنات کی اک عظیم نعمت ہے، اس نعمت کے بدلہ بندوں پر اپنے خالق کا شکر ادا کرنا لازم ہے' اسی لئے اللہ تعالی نے پاک چیزوں کو کھانے کی ہدایت دینے کے بعد شکر گزاری کا حکم فرمایا، پاک اور طیب اشیاء کے ذریعہ خالق نے تمہیں جسمانی توانائی اور صحت وسلامتی عطا فرمائی، اس نعمت پر تم اس کا شکر کرو! شکر ادا کرنے کی توفیق بھی نعمت الہی ہے، جب شکر ادا ہوگا تو حق تعالی اس پر بھی نعمتوں کی بارش نازل فرمائیگا، جیسا کہ ارشاد ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ۔ اگر تم شکر کروگے تو تمہیں مزید نعمتیں دونگا۔

(سورۃ ابراہیم:7)

صحت جسمانی' نعمت الہی

صحت وتندرستی حق تعالی کی عطا کردہ نعمت ہے، اس کی حفاظت وصیانت بے انتہا ضروری ہے کیونکہ صحت ہو تو انسان ہر نیک عمل اور اللہ کی عبادت کرسکتا ہے، نماز ہو کہ روزہ، تلاوت قرآن ہو کہ اذکار واوراد، مریضوں کی عیادت، جنازہ میں شرکت، غرباء

وفقراء کی نصرت، پڑوسیوں کی معاونت، غرض حقوق اللہ وحقوق العباد کو بہتر طور پر اور خوبی کے ساتھ ادا کرنا صحت پر موقوف ہے، صحت کی اہمیت وافادیت اس حدیث شریف سے واضح ہوتی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِیهِمَا کَثِیرٌ مِنَ النَّاسِ، الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہیں کہ جن سے بہرور رہنے والے کئی لوگ دھوکہ میں ہیں وہ ہے: صحت اور فرصت۔

(صحیح البخاری، باب ماجاء فی الرقاق، حدیث نمبر:6412، سنن الترمذی، باب ماجاء فی ان الصحۃ، حدیث نمبر:2473)

مگر افسوس کہ جب تک صحت سلامت رہے انسان کو اس کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہوتا' پھر جب آہستہ آہستہ صحت رو بہ زوال ہونے لگتی ہے اور امراض کا افسوں اثر کرنے لگتا ہے تو اس وقت سمجھ میں آتا ہے کہ میں نے کیسی نعمت کو کھو دیا، اس کی موجودگی میں نہ رب کو راضی کر سکا نہ اس کے بندوں کے حقوق ادا کر سکا۔

علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں:

قد یکون الانسان صحیحا ولا یکون متفرغا لشغله بالمعاش وقد یکون مستغنیا ولا یکون صحیحا فاذا اجتمعا فغلب علیه الکسل عن الطاعة فهو المغبون

عموماً انسان صحت مند رہتا ہے مگر فکر معاش کی وجہ سے فرصت کے لمحات نہیں ملتے، اور اکثر مالدار ہوتا ہے مگر صحت مند نہیں رہتا، جب کسی کو یہ دونوں نعمتیں حاصل ہوں تو اس پر طاعات الٰہی سے غفلت وسستی غالب رہتی ہے اس طرح وہ دھوکہ میں پڑ جاتا ہے۔

(فتح الباری، باب لاعیش الاعیش الاخرۃ، حدیث نمبر:5933)

تندرستی ایک قسم کی دولت ہے

غریب ومسکین اور نادار انسان کی تمنا رہتی ہے کہ وہ مالدار وفراخ دست ہو جائے، اس کو بھی مالداروں کی طرح فراخی وکشادگی حاصل ہو، مال وزر کا پایا جانا جس طرح غنا وبے نیازی کا درجہ رکھتا ہے، اسی طرح بدن کی بھی بے نیازی ومالداری ہوتی ہے، جسم کی بے نیازی ومالداری اس کی صحت وتندرستی اور امراض سے سلامتی ہے، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَلصِّحَّةُ غِنَاءُ الْجَسَدِ — صحت وتندرستی جسم کی مالداری ہے

(کنز العمال، فصل فی الحکم، حدیث: 44386۔ جامع الاحادیث، مسند ابی الدرداء، حدیث نمبر:41589)

اگر جسم کی تندرستی کے ساتھ مال کی فراخی بھی حاصل ہو جائے تو آدمی دو نعمتوں کو حاصل کرنے والا ہو جاتا ہے' جو دراصل کئی ایک نعمتوں کے برابر ہے اور یہ اللہ کے فضل وانعام سے ملتا ہے۔

تنگدستی اگر نہ ہو سالک
تندرستی ہزار نعمت ہے

اسلام میں صحت وتندرستی کی وقعت واہمیت ہوتی ہے، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

عن عمر بن میمون الاودی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لرجل :إغتنم خمسا قبل خمس :حیاتک قبل موتک ، وفراغک قبل شغلک ، وغناک قبل فقرک ، وشبابک قبل ھرمک ، وصحتک قبل سقمک.

حضرت عمرو بن میمون اودی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: تم پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو۔ اپنی زندگی کو موت سے پہلے ،فرصت کو مصروفیت سے پہلے ،تونگری کو محتاجی سے پہلے ،جوانی کو بڑھاپے سے پہلے اور تندرستی کو بیماری سے پہلے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزھد، حدیث شریف نمبر 34319)

اسلام میں صحت وتندرستی کی اہمیت اس سے بھی آشکار ہوتی ہیکہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحت مند وطاقتور مؤمن کو کمزور وناتواں سے بہتر فرمایا، جیسا کہ ارشاد مبارک ہے:المؤمن القوی خیر واحب الی اللہ من المؤمن الضعیف.

ترجمہ: طاقتور مؤمن کمزور وناتواں مؤمن سے بہتر ہے اور اللہ کے پاس زیادہ پسندیدہ ہے۔(صحیح مسلم شریف، کتاب القدر، حدیث نمبر 6945)

بروز حشر' صحت کے بارے میں سوال

صحت وعافیت اور تندرستی کی اہمیت وافادیت سے کون انکار کرسکتا ہے یقیناً یہ خدا کی ایسی نعمت ہے کہ اس کی قدر جان کر حفاظت وصیانت کا بیڑا اٹھانا' اس کو غنیمت سمجھ کر طاعت وفرمانبرداری میں لگے رہنا اور برائیوں سے اجتناب کرنا لازم ہے، روز محشر صحت وعافیت کے بارے میں بھی سوال ہوگا کہ بندہ اس سے کیا فائدہ حاصل کیا' کس طرح اس کی قدردانی کیا، جیسا کہ ارشاد نبوی ہے:

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ ، رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ أَنْ یُقَالَ لَهُ أَلَم أُصِحَّ لَکَ جِسْمَکَ وَأَرْوِکَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا روز محشر بندے سے سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائیگا وہ یہ ہے کہ اس سے کہا جائیگا: کیا ہم نے تیرے لئے تیرے جسم کو صحتمند نہیں رکھا اور تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا۔

(المستدرک علی الصحیحین ، حدیث نمبر: 7310،شعب الایمان ، اول مایحاسب بہ العبد، حدیث:4430)

حفظان صحت کے اصول

صحت وعافیت کی حفاظت کرنا بھی انسان پر لازم وضروری ہے،شریعت مطہرہ نے حفظان صحت کے چند اصول وضوابط ،قواعد وقوانین بیان کئے ہیں ،موجودہ دور میں حفظان صحت کے لئے بڑی جدوجہد کی جارہی ہے،اس کے لئے لوگوں نے چند اصول اختیار کئے ہیں ، عالمی پیمانہ پر اس کاز کو آگے بڑھانے کے لئے تحریکیں کی جارہی ہیں لیکن اسکے باوجود نتیجہ بشکل صفر ہاتھ آرہا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ قانون الٰہی واصولِ دین کو فراموش کیا جارہا ہے ، امراض کو دور کرنے اور بیماریوں کو روکنے کے لئے جتنی شدومد کے ساتھ کوشش کی جاتی ہے اس سے کئی درجے زیادہ تخریبِ صحت کے لئے منشیات کی کمپنیوں کو رواج دیا جاتا ہے، بے حیائی والے سینماؤں کو استعمال کیا جاتا ہے کہ مخربِ اخلاق رسوم کو پروان چڑھایا جاتا ہے، جب تک اسلام کے دئے ہوئے اصول کو عام نہ کیا جائے کامل طور پر کسی کو صحت نہیں مل سکتی ، یہاں حفظان صحت کے چند اصول آیات قرآنیہ واحادیث شریفہ کی روشنی میں ذکر کئے جاتے ہیں۔

حصول صحت کا پہلا زینہ طلب عافیت

صحت ہو یا مرض، نفع ہو یا نقصان ہر چیز میں مؤثر حقیقی اللہ تعالی ہی ہے اور ہر شی عطا کرنے اور اس کو دفع کرنے پر وہی پروردگار قادر ہے، اسی لئے صحت حاصل کرنے کے لئے اسی کے دربار میں التجاء وگذارش کرنا چاہئے، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی سے صحت وعافیت، تندرستی وسلامتی مانگنے کی تاکید فرمائی' چنانچہ سنن ابن ماجہ میں حدیث پاک ہے: سَلُوا اللَّهَ الْمُعَافَاةَ فَإِنَّهُ لَمْ يُؤْتَ أَحَدٌ بَعْدَ الْيَقِينِ خَيْرًا مِنَ الْمُعَافَاةِ .

ترجمہ: اللہ تعالی سے عافیت مانگو' کیونکہ ایمان ویقین کے بعد کسی شخص کو عافیت سے بہتر کوئی نعمت نہیں دی گئی ۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب الدعاء، باب الدعاء فالعفو والعافیۃ، حدیث نمبر: 3981)

حضرات! ہمارے سلف کا طریقہ یہی رہا ہے وہ حضرات مقدس راتوں اور متبرک ایام میں عافیت وصحت کی دعائیں کرتے تھے، چنانچہ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لو عرفت ای لیلۃ لیلۃ القدر	مجھے جب معلوم ہوجائے کہ فلاں رات شب قدر ہے تو میں
ماسألت اللہ فیہا الا العافیۃ	اس رات اللہ تعالی سے عافیت کے سوا کچھ نہ مانگوں گی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، باب الدعاء بالعافیۃ، ج7 ص26)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ماسأل اللہ عبد شیئا احب	بندے نے عافیت سے زیادہ اللہ تعالی کے
الیہ من ان یسالہ العافیۃ.	پاس پسندیدہ کوئی اور چیز نہیں مانگی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، باب الدعاء بالعافیۃ، ج7 ص26)

صحت کی بقا شکر گزاری کا نتیجہ

دعا سے جب صحت مل جائے تو اس کو باقی رکھنا اور اس کی حفاظت کی فکر کرنا' ضروری ہے، صحت وعافیت کو باقی رکھنے کے لئے اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا کلیدی مقام رکھتا ہے حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

علیکم بمداومۃ الشکر	نعمتوں پر شکر ادا کرتے رہنے کو لازم کرلو کیونکہ
علی النعم فقل نعمۃ زالت	ایسا بہت کم ہوا ہے کہ کسی قوم سے نعمت چلی
عن قوم فعادت الیہم	جائے پھر انہیں واپس دی جائے۔

(قوت القلوب، وصف الشاکرین، ج1 ص293)

صحت مندی میں گناہوں سے اجتناب

مال ودولت کی کثرت وفراوانی انسان کو متکبر وخود پسند بناتی ہے اور وہ سرکش ونافرمان بن جاتا ہے، ناعاقبت اندیشی میں لوگوں پر ظلم کرتا ہے، اسی طرح صحت وعافیت میں بھی اس سے نافرمانی وگناہ ہونے لگتا ہے، اِس کے قلب پر معصیت ونافرمانی کا میل جم جاتا ہے۔

اسی وجہ سے صحت کے زمانہ میں گناہوں سے پرہیز کرنا بھی بڑی دولت ہے بلکہ صحت نعمت ہے، گو صحت مندی میں نافرمانی سے اور معصیت سے دوری کی توفیق نعمت در نعمت ہے۔

جلیل القدر صوفی بزرگ حضرت ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 386ھ) فرماتے ہیں:

واعلم ان الانسان قد يطغى بالعوافى كما يطغى بالمال ، لانه قد يستغنى بالعافية كما يستغنى بالمال و كل فيه فتنة...... والعصمة فى حال العافية نعمة ثانية كالعصمة فى الغنا نعمة النعمة.

جان لو کہ انسان مال کی وجہ جس طرح نافرمان ہوتا ہے عافیت کی بنا پر بھی سرکش ہوتا ہے کیونکہ جس طرح مال سے متکبر ہوتا ہے، صحت وعافیت سے بھی ہوتا ہے، ان سب صورتوں میں آدمی کے لئے فتنہ وآزمائش ہے، صحت بجائے خود نعمت ہے، اس حالت میں برائیوں سے محفوظ رہنا دوسری نعمت ہے جس طرح کہ مالداری میں گناہوں سے بچنا نعمت کی نعمت ہے۔

(قوت القلوب، ذکر التداوی، ج،1 ص 407)

صحت جسم کے لئے تقلیل طعام چاہئے

صحت جسم اور سلامتی قلب ہر دو کا مدار کم کھانے پر ہے، بزرگان دین نے دوجہاں میں سلامتی کے لئے تین اصول بتائے ہیں: (1) کم خفتن، یعنی کم سونا (2) کم گفتن، یعنی کم بولنا (3) کم خوردن، یعنی کم کھانا۔

کم خورد و کم خسپ و کم گو ہم بجہلاء کم نشیں

دائما در ذکر باش و خویش را ہیں بدتریں

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے عثمان بن زائدہ کو لکھا:

ان اردت ان یصح جسمک ویقل نومک فاقلل من الاکل اگر آپ صحت جسمانی اور کم سونا چاہتے ہیں تو کھانا کم کرو۔

(حلیۃ الاولیاء، سفیان الثوری، ج3 ص146)

حرام اشیاء کا استعمال صحت کے لئے نہایت مضر

جسمانی صحت زمانۂ دراز تک انہی لوگوں کی قائم رہتی ہے جو کھانے، پینے کی اشیاء میں احتیاط کرتے ہیں، حق تعالیٰ نے جن چیزوں کو حرام فرمایا ان کی طرف نہ ان لوگوں کی آنکھ اٹھتی ہے، نہ ہاتھ بڑھتا ہے، نہ دل للچاتا ہے، فی زمانہ شراب نوشی، سودخوری، منشیات اور صحت میں بگاڑ پیدا کرنے والی اشیاء کا استعمال بڑھتا جارہا ہے جیسے سگریٹ نوشی، گٹکا، وغیرہ، جب تک کہ جسم کو نقصان پہنچانے والی خرابیوں کا سدباب نہ کیا جائے اور اِن ضرررساں اشیاء کے استعمال سے پرہیز نہ کیا جائے صحت وعافیت باقی نہیں رہ سکتی۔

شراب نوشی سے اجتناب کیا جائے!

انسان جوں جوں مادی ترقی کی طرف بڑھ رہا ہے شراب کو عمدہ سے عمدہ بنارہا ہے، شراب کے نام بدل بدل کر اس کو جائز ٹہرانے کی ناپاک کوشش کررہا ہے، شراب تھوڑی ہو یا بہت، اس کا نشہ کم ہو یا زیادہ، جلدی اثر کرے یا تاخیر سے' ہر صورت میں شراب حرام ہے، نام بدلنے سے کوئی حرام شئی حلال نہیں ہوسکتی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ وہ شیء جس کی زیادہ مقدار جب نشہ پیدا کرے تو اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔

(جامع الترمذی، باب ماجاء ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام، حدیث نمبر: 1985)

تہذیب کی بقاء کے لئے شراب نوشی اور دیگر منشیات سے مکمل احتیاط وگریز کرنا ضروری ہے۔

سگریٹ نوشی سے پرہیز کیا جائے!

اللہ تعالیٰ نے انسان کو حیات مستعار بخشی ہے، آدمی نہ اپنے جسم کا مالک ہے اور

نہ اس کو دی گئی قوتوں کا، یہ اللہ تعالی کی جانب سے آدمی کے پاس رکھی گئی امانتیں ہیں جو خاص خاص اغراض کے لئے پیدا کی گئی ہیں، ان قوتوں کو غلط مقام پر صرف کرنا مقصود فطرت اور غرض تخلیق کے خلاف ہے، نقصان دہ وضرر رساں اشیاء کا استعمال کر کے ان قوتوں کو ماند کرنا درحقیقت اللہ تعالی کی عطا کردہ امانت الٰہیہ میں خیانت کرنے کے مترادف ہے، ایسی ہی ضرر رساں چیزوں میں ایک سگریٹ نوشی ہے، اطباء وڈاکٹرس کی تحقیقات کے مطابق سگریٹ نوشی سے مختلف قسم کے ننانوے (99) امراض پیدا ہوتے ہیں‘ ان میں سے چند یہ ہیں: منہ کے امراض، زبان کے امراض، جبڑے کے امراض، ہاضمہ کے امراض، دمہ کے امراض، دوران خون کے امراض، پیشاب کے امراض۔

شریعت مطہرہ اور سگریٹ نوشی

تقریبا ڈیڑھ صدی پیشتر جب سگریٹ کی ایجاد ہوئی تو جمہور علماء کرام ومفتیان عظام نے اس کی کراہت کے فتوے دئے۔

جمہور علماء کرام نے سگریٹ نوشی کی کراہت کی علت یہ بتائی کہ سگریٹ نوشی سے بدن انسانی ضعیف وکمزور ہوجاتا ہے‘ اور صحت کے لئے نہایت مضر ہے اسکی ضرر رسانی میں کوئی دورائے نہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ آور، نقصان دہ اشیاء کے استعمال سے منع فرمایا:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ وَمُفَتِّرٍ.

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ آور، اعضاء کو کمزور کرنے والی چیز سے منع فرمایا۔

(سنن ابی داؤد، باب النھی عن المسکر، حدیث نمبر:3688۔مسند احمد، حدیث ام سلمۃ، حدیث نمبر:27392)

نقصاندہ چیزوں کے استعمال سے گریز

نقصان دہ اشیاء کا استعمال ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے اور خود کو ہلاکت سے بچانے کا حکم قرآن پاک میں ہے:

وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ.

تم اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔

(سورۃ البقرۃ۔195)

یہ آیت کریمہ ہر ایسی چیز کی ممانعت پر دلالت کرتی ہے جو ضرر رساں ہو جیسے سگریٹ نوشی وغیرہ۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كُلُّ مَاضَرَّ اَكْلُهُ كَالزَّجَاجِ وَالْحَجَرِ وَالسَّمِّ يَحْرُمُ اَكْلُهُ مَالَاضَرَرَ فِي اَكْلِهِ يَحِلُّ اَكْلُه اِلَّا الْمُسْتَقْذِرَاتِ .

ہر وہ شی جس کو کھانا نقصان پہنچائے‘ وہ حرام ہے جیسے کانچ، پتھر، زہر، اور جس کو کھانے میں کوئی ضرر نہ ہو، حلال ہے البتہ گندگی والی چیزیں کھانا حرام ہے۔

غیر طیب اشیاء کھانے سے پرہیز

دین اسلام نے مسلمانوں کو اچھی اور پاک چیزیں کھانے کا حکم دیا، بری، خبیث، ناپاک اشیاء سے دور رہنے کی تاکید فرمائی، خبیث یعنی وہ چیز ہے جس کی بو اور مزہ طبیعت پر ناگوار ہو، اور انسان اس سے کتراتا ہو، سگریٹ کا دھواں‘ اس کا مزہ، اور بو سگریٹ استعمال کرنے والوں کے سوا سب پر ناگوار گذرتی ہیں، طیب اور خبیث، اچھی

اور بری اشیاء برابر نہیں ہوسکتیں اور ان پر ایک ہی طرح کا حکم نہیں لگایا جاسکتا، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

قُلْ لَا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ.	آپ فرمادیجئے، خبیث اور طیب برابر نہیں ہوسکتے اگرچہ تمہیں خبیث چیز کا زیادہ ہونا تعجب میں ڈالدے۔

(سورۃ المائدہ:100)

اسی بناء پر حلال اور طیب کھانے کا حکم دیا گیا فرمان الٰہی ہے:

يَا اَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا.	اے ایمان والو! زمین میں جو کچھ ہے اس میں سے حلال طیب کھاؤ۔

(سورۃ البقرۃ:168)

آخر میں عرض کرنا چاہوں گا کہ کسی کمپنی کی مصنوعہ شئی پر یہ لکھا ہو کہ یہ شئی کھانے یا پینے سے صحت کے لئے ضرر ہے تو کیا کوئی اس کو خرید کر کھانا یا پینا پسند کریگا؟ یہاں عقلمند انسان کا جواب یہی ہوگا کہ نہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ سگریٹ پیاک پر یہ (Cigarette smoking is injurious to health) لکھا ہوا ہونے کے باوجود لوگ بڑے شوق سے پیتے ہیں؟

دین اسلام میں رسم ورواج کے بجائے مقاصد واغراض کو پیش نظر رکھا گیا ہے، صحت وتندرستی کی اہمیت کے پیش نظر عالمی ادارۂ صحت کی جانب سے 1950 عیسوی سے "عالمی یوم صحت" منایا جانے لگا ہے جبکہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریبا چودہ صدیوں پہلے ایسی تعلیمات عطا فرمائیں جو انسانی صحت کی ضامن ہیں، اسلام میں نظام طہارت، وضو، غسل واستنجاء کے مسائل، کھانے پینے کے آداب وسنن، نماز وروزہ کا

نظام اور اس جیسے بہت سارے احکام ہیں جن پر بہ پابندی عمل کرنے سے جسم صاف ستھرا رہتا ہے، ان احکام کو مستقل لائحہ عمل میں رکھا جائے تو ماحول کی صفائی وستھرائی، جسم، لباس اور جگہ کی طہارت وپاکیزگی کے سبب بیماری لاحق ہونے کے اندیشے بہت کم ہوتے ہیں، گویا یہ فائدہ مند وصحت بخش تعلیمات انسانی جسم کیلئے صحت نامہ (Health certificate) ہیں۔

شریعت اسلامیہ میں بہت سے اعمال جو خالص اسلامی احکام اور تعبدی امور ہونے کے باوجود انسانی معاشرہ وسوسائٹی کیلئے باعث راحت بھی ہیں اور بجائے خود بیماریوں سے بچنے کی احتیاطی تدابیر اور امراض کے اسباب کو ختم کرنے کی صورتیں ہیں۔

اگر عالم انسانیت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بتلائی ہوئی ان درخشاں وتابناک، فائدہ مند وصحت افزا تعلیمات پر عمل پیرا ہوجائے تو انسانی ماحول سے بیماریاں پیدا ہونے کے اندیشے کم ہوجاتے ہیں۔

آخر میں دعاء ہے کہ حق تعالیٰ ہم سب کو جسمانی وروحانی صحت وعافیت بخشے اور ہر طرح کے امراض سے شفاء کامل وعاجل عطا فرمائے۔

آمِيْن بِجَاهِ سَيِّدِنَا طٰهٰ وَيٰسٓ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى وَبَارَكَ وَسَلَّمَ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

❀❀❀❀❀

نوٹ: خطبۂ اولی کیلئے ہر جمعہ کی مناسبت سے سابقہ بیانات میں درج کردہ احادیث شریفہ منتخب فرمالیں، سہولت کی خاطر ان پر بھی اعراب لگادیئے گئے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا کَمَا اَمَرْ، وَاَشْھَدُ اَنْ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ اِرْغَامًا لِمَنْ جَحَدَ بِہٖ وَکَفَرْ، وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ سَیِّدُ الْخَلَائِقِ وَالْبَشَرْ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ مَصَابِیْحِ الْغُرَرْ۔ ــــ اَمَّا بَعْد!

فَیَاعِبَادَ اللّٰہ! اِتَّقُوْا اللّٰہَ تَعَالٰی مِنْ سَمَاعِ اللَّغْوِ وَفُضُوْلِ الْخَبَرْ، وَانْتَھُوْا عَمَّا نَھَاکُمْ عَنْہُ وَزَجَرْ، حَافِظُوْا عَلَی الطَّاعَۃِ، وَحُضُوْرِ الْجُمَعِ وَالْجَمَاعَۃِ.وَاعْلَمُوْا! اَنَّ اللّٰہَ اَمَرَکُمْ بِاَمْرٍ بَدَأَ فِیْہِ بِنَفْسِہٖ، وَثَنّٰی بِمَلَائِکَتِہِ الْمُسَبِّحَۃِ لِقُدْسِہٖ، وَثَلَّثَ بِکُمْ اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ بَرِیَّۃِ جِنِّہٖ وَاِنْسِہٖ، فَقَالَ تَعَالٰی فِیْ شَأنِ نَبِیِّنَا مُخْبِرًا وَاٰمِرًا؛أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: إِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا؛اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ نُوْرِ الْقَلْبِ وَقُرَّۃِ الْعَیْنِ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِہٖ. فَیَا اَیُّھَا الرَّاجُوْنَ مِنْہُ شَفَاعَۃً صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا؛اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ اِمَامِ الْحَرَمَیْنِ وَصَاحِبِ الْھِجْرَتَیْنِ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِہٖ.فَیَااَیُّھَا الْمُشْتَاقُوْنَ اِلٰی رُؤْیَا جَمَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا؛اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ، لَا سِیَّمَا صَاحِبِ الْغَارِ وَالرَّفِیْقْ، اَفْضَلِ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ بِالتَّحْقِیْقْ، اَلسَّابِقِ إِلَی الْإِیْمَانِ وَ التَّصْدِیْقْ، اَلْمُؤَیَّدِ مِنَ اللّٰہِ بِالتَّوْفِیْقْ، اَلْخَلِیْفَۃِ الرَّاشِدُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدِنَا اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقْ، رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ.وَعَلَی الزَّاھِدِ الْاَوَّابْ، اَلنَّاطِقِ بِالصِّدْقِ وَالصَّوَابْ، مُزَیِّنِ الْمَسْجِدِ وَالْمِنْبَرِ وَالْمِحْرَابْ، اَلْمُوَافِقِ رَأْیُہٗ لِلْوَحْیِ وَالْکِتَابْ، اَلْخَلِیْفَۃِ الرَّاشِدُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدِنَا اَبِیْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابْ، رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ.وَعَلٰی جَامِعِ الْقُرْاٰنْ، کَامِلِ الْحَیَاءِ وَالْاِیْمَانْ، ذِی النُّوْرَیْنِ وَالْبُرْھَانْ، مَنِ اسْتَحْیَتْ مِنْہُ مَلَائِکَۃُ الرَّحْمٰنْ، اَلْخَلِیْفَۃِ الرَّاشِدُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدِنَا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانْ، رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ.وَعَلٰی اَسَدِ اللّٰہِ الْغَالِبْ،مُظْھِرِ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبْ، اِمَامِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبْ، اَلْخَلِیْفَۃِ الرَّاشِدُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدِنَا عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبْ، کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ وَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ.وَعَلٰی ابْنَیْہِ الْکَرِیْمَیْنْ، اَلسِّبْطَیْنِ الشَّھِیْدَیْنْ،اَلطَّیِّبَیْنِ الطَّاھِرَیْنْ ، اَلْاِمَامَیْنِ الْھُمَامَیْنْ؛

سَیِّدَیْنَا اَبِیْ مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ وَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْحُسَیْنْ، رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا. وَعَلٰی اُمِّھِمَا سَیِّدَۃِ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃْ، سَیِّدَتِنَا فَاطِمَۃَ الزَّھْرَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا.وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَزْوَاجِ الْمُطَھَّرَاتِ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنْ، وَالْبَنَاتِ الطَّیِّبَاتِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ اَجْمَعِیْنْ.وَعَلٰی عَمَّیْہِ الْمُعَظَّمَیْنِ عِنْدَ اللّٰہِ وَالنَّاسْ، اَلْمُطَھَّرَیْنِ مِنَ الدَّنَسِ وَالْاَرْجَاسْ، سَیِّدَیْنَا اَبِیْ عُمَارَۃَ حَمْزَۃَ وَاَبِی الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا.وَعَلَی السِّتَّۃِ الْبَاقِیَۃِ مِنَ الْعَشَرَۃِ الْمُبَشَّرَۃْ ،وَالَّذِیْنَ بَایَعُوْہُ تَحْتَ الشَّجَرَۃْ، وَسَائِرِ الصَّحَابَۃِ وَالْقَرَابٰی وَالْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارْ ، وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الْقَرَارْ،رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنْ.

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنْ، وَاَعْلِ کَلِمَۃَ الْحَقِّ وَالدِّیْنْ، اَللّٰھُمَّ انْصُرِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنْ، وَاخْذُلِ الْکَفَرَۃَ وَالْمُبْتَدِعَۃَ وَالْمُشْرِکِیْنْ، اَللّٰھُمَّ شَتِّتْ شَمْلَ اَعْدَاءِ الدِّیْنْ، وَمَزِّقْ جَمْعَھُمْ یَا مُبِیْدَ الظَّالِمِیْنْ، اَللّٰھُمَّ دَمِّرْ دِیَارَھُمْ، وَزَلْزِلِ الْاَرْضَ مِنْ تَحْتِ اَقْدَامِھِمْ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامْ. اَللّٰھُمَّ کُنْ لَّنَا وَلَا تَکُنْ عَلَیْنَا، وَانْصُرْنَا وَلَاتَنْصُرْ عَلَیْنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ عَادَانَا، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیْنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْیَا اَکْبَرَ ھَمِّنَاَ، وَلَامَبْلَغَ عِلْمِنَا،وَلَاغَایَۃَ رَغْبَتِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا بِذُنُوْبِنَا مَنْ لَّا یَخَافُکَ فِیْنَا وَلَا یَرْحَمُنَا، یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنْ.وَاکْتُبِ اللّٰھُمَّ السِّتْرَ وَالسَّلَامَۃَ وَالْعَافِیَۃَ عَلَیْنَا وَعَلٰی عَبِیْدِکَ الْحُجَّاجِ وَالْغُزَاۃِ وَالْمُقِیْمِیْنَ وَالْمُسَافِرِیْنْ، فِیْ بَرِّکَ وَبَحْرِکَ وَجَوِّکَ مِنْ اُمَّۃِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَجْمَعِیْنْ.اَللّٰھُمَّ حَرِّرِ الْمَسْجِدَ الْبَابَرِیَّ وَالْمُقَدَّسَاتِ الْاِسْلَامِیَّۃَ مِنْ اَیْدِی الظَّالِمِیْنَ الْمُعْتَدِیْنْ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدِیْنَا وَلِاَسَاتِذَتِنَا وَلِمَشَائِخِنَا وَلِمَنْ لَہٗ حَقٌّ عَلَیْنَا وَلِمَنْ اَوْصَانَا بِالدُّعَاءْ، وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتْ،وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتْ، اَلْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتْ، رَبَّنَااِنَّکَ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ مُجِیْبُ الدَّعْوَاتْ، بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنْ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنْ.

إِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ، یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ.

اُذْکُرُوْا اللّٰہَ تَعَالٰی یَذْکُرْکُمْ، وَادْعُوْہُ عَلٰی نِعَمِہٖ یَسْتَجِبْ لَکُمْ، وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَ اَوْلٰی وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَھَمُّ وَاَتَمُّ وَاَکْبَرُ.

❁❁❁❁❁